قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر اور باقی خط وکتابت منیجر الفضل قادیان کے پتہ پر ہوں۔

ایڈیٹر صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب

جلد ۱ - ۱۵ اکتوبر ۱۹۱۳ء مطابق ۱۴ ذیقعد ۱۳۳۱ھ بروز بدھ نمبر ۱۸

مدینۃ المسیح

ایوانِ خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت خدا کے فضل وکرم سے اس ہفتہ اچھی ہی اور درس قرآن مجید و بخاری شریف حسب معمول ہوتا رہا۔ اللہ تعالیٰ اس مبارک وجود کو دیر تک ہمارے سروں پر سلامت رکھے۔ اللّٰھم اٰمین۔

اہلبیت

صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے اہل وعیال اس ہفتہ بیمار رہے اب خدا کا فضل ہے۔ میرزا شریف احمد صاحب بھی بیمار رہے مگر اب آرام ہے۔

مدرسہ احمدیہ

مدرسہ احمدیہ خدا کے فضل سے ترقی پر ہے اس کے سٹاف میں ایک اور لائق اور تجربہ کار استاد کی زیادتی ہوئی ہے وہ یہ کہ ماسٹر عبد الرحیم صاحب جیرز سپرنٹنڈنٹ خن ہائی سکول بٹالہ کو مدرسہ احمدیہ پر قربان کرکے بہانگی کم تنخواہ ملازمت کو اختیار کر لیا ہے ہم دعا کرتے ہیں کہ ماسٹر صاحب موصوف کو خدا توفیق عطا فرماوے کہ وہ دین کی خدمت کریں آمین۔ ابھی ایک اور انگریزی خوان معلّم کی ضرورت ہے اور معاملہ زیر تجویز ہے مدرسہ کی ہاکی فٹبال وغیرہ کا انتظام بھی اعلےٰ پیمانہ پر ہو رہا ہے

آمد محاسب

ایکم اکتوبر سے ۱۳ - اکتوبر تک لنگر ۱۵۵ ۱/۲ ۱/۸ چندہ مدرسہ ۱۳۰ - اعانت ۶۲ مدرسہ احمدیہ ۵۵

آمد مہماناں

میاں محمد شریف صاحب وکیل مع اہل وعیال حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ - ملک غلام محمد صاحب اور مولوی غلام رسول صاحب فاضل راجیکی لاہور سے - مرزا کبیر الدین صاحب لکھنؤ سے مرزا عزیز احمد صاحب مری سے - چوہدری فضل دین صاحب مختار عدالت بٹالہ سے میاں محمد صاحب بھیرہ سے - بابو عبد المجید صاحب ایڈیٹر ریاست پٹیالہ لاہور سے - مستری محمد موسیٰ صاحب لاہور سے - میاں محمد عبد اللہ صاحب راجیکی سے - مرزا اکبر بیگ صاحب لاہور سے - چوہدری محمد حیات صاحب پیرکوٹ سے - فیروز بخت صاحب منشی نذیر احمد صاحب لدھیانہ سے - خانزادہ گل محمد خان صاحب زیدہ سے - میاں تعمیر الدین صاحب ایم۔ اے۔ ڈپٹی کلکٹر بنگلور سے -

کم وبیش پچیس (۲۵) کے قریب مہمان آئے

متفرقات

پندرہ کتبے مقبرہ بہشتی میں ان بیرونی اصحاب کے لگائے گئے ہیں - جنکے احباء یہاں نہیں پہونچ سکے - ان کے لئے جگہ بہت موزون انتخاب کی گئی - افسوس ہے کہ عمر اور تاریخ وفات درج نہیں - یہ کہنا کہ تاریخ وفات معلوم نہیں غلط ہے صرف دو پیسے کے جوابی کارڈ سے آدمی گھر بیٹھا دور سے دور ملک کی خبر معلوم کرسکتا ہے اور تاریخ وفات کا معلوم کرنا بڑی آسان بات تھی - اگر ان کے متعلقین سے دو پیسے کے جوابی کارڈ سے دریافت کیا جاتا - علاوہ ازیں کتبوں پر کچھ مجمل حال بھی ہونا چاہیئے کیونکہ پھر اصل غرض حاصل نہیں ہوسکتی -

بابا محمد حسن صاحب واعظ قایم والہ چک ضلع منٹگمری تبلیغ کے واسطے چلے گئے - قاضی اکمل صاحب گولیکی تشریف فرما ہیں -

پچھلے ہفتہ ہم نے لکھا تھا کہ دار العلوم میں کچھ جگہ فروخت ہونیوالی ہے سو وہ فروخت کردی گئی -

مستری الہ بخش صاحب نے مشین پریس کا اجرا کردیا ہے کام شروع ہے مدرسہ انگریزی میں تین گیس لیمپ منگوائے گئے ہیں -

نواب صاحب مع اہل وعیال بخیریت تمام شملہ سے تشریف لے آئے ہیں -

باہتمام میرزا عبد الغفور بیگ منیجر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں مرزا محمود احمد صاحب پرنٹر و پبلشر و پروپرائٹر کے لئے چھپکر شایع ہوا۔

ہندوستان کی خبریں

بمبئی کے آنریبل سر سی۔ ایم مہتہ آل انڈیا انشورنس کمپنی کی صدارت سے مستعفی ہو گئے +

مدراس کی کمیٹی یادگار ملک معظم ہیڈورڈ ہفتم آنجہانی نے قرار دیا ہے کہ ۵۰ ہزار روپیہ کے خرچ سے سل و دق کے علاج و تحقیقات کے لئے ایک انسٹیٹیوٹ قائم کیا جاوے۔ اور چار لاکھ روپیہ کی آمدنی انسٹیٹیوٹ مذکور کے اخراجات کے لئے مختص کی جائے +

ہندوستان کے محکمہ تار کی رپورٹ بابت ۱۳-۱۹۱۲ء شایع ہو گئی ہے۔ سال مذکور میں ۲۶۵۰۷۶۰۵ تار بھیجے گئے۔ جن سے ۱۱۰۲۲۷۷ روپے .... ہوئے۔ دیگر مختلف مدات کی آمدنیوں کو ملانے سے میزان ۵۲۷۹۹۵۵ روپے ہوئے خرچ ۴۴۲۱۶۱۲۸ روپے ہوا۔ سلسلہ تار کو ۲۲۸۴ میل وسعت ہوئی +

مسند نشینی جدید مہاراجہ صاحب کوچ بہار نومبر میں بمبئی پہونچ جائیں گے۔ ۱۸ نومبر کو گورنر بنگال آپ کو مسند ریاست پر بٹھائیں گے +

بیٹی پر نالش ۔ ۸۴ ڈوتیرن رسورت ہیں زندور کی ایک عورت نے اپنی بیٹی پر بریں وجہ ہتک عزت کی نالش کی ہے کہ ان کی شہادت پر اس کو ذات سے خارج کیا گیا ہے +

چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ بمبئی نے کپتان ہرلین کے خلاف جو مختلف مصنوعی نام اختیار کرتا رہا ہے۔ عدالت نے تین الزامات میں چھ چھ ماہ قید اور اڑھائی اڑھائی سو روپیہ جرمانہ کی سزا دی۔ بصورت عدم ادائیگی جرمانہ ایک ایک ماہ قید مزید۔ اگر جرمانہ وصول ہوا تو مستغیث کو دلایا جائیگا۔ سزائیں یکے بعد دیگرے شروع ہونگی +

کمشنر سندھ ۔ مسٹر ڈبلیو ایچ لیوکاس کمشنر سندھ رخصت سے واپس آکر ۲ اکتوبر کو اپنے عہدہ کا چارج لیں گے +

۲ اکتوبر کو بمبئی میں اردشیر خدابخش نے جو پانگلہ کے ایک چائخانہ کا نوکر ہے۔ ایک چور کو دکان میں ارتکاب سرقہ کی حالت میں بڑی بہادری سے پکڑا۔ مگر چور ایک بڑی لمبی چھری سے حملہ آور ہوا یہ شور سنکر مالک مکان مع مسلمان نوکروں کے مدد کو دوڑا۔ ڈاکو نے مالک مکان کو سخت اور ملازموں کو خفیف طور سے زخمی کیا۔ اتنے میں ملکی فوج کے چند آدمی دوڑ کے آئے۔ اور بہادر ڈاکو کو گرفتار کر لیا بہادر اردشیر خدابخش جس کی شہ رگ زخمی ہو گئی تھی۔ مر گیا۔ چور دہلی کا باشندہ مکرجی بالا نامی ۲۸ سال کی عمر کا تھا + مکرجی نامی ملزم جو دہو کے الزام میں حوالات تہا مجسٹریٹ نے ملزم کو سشن سپرد کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ اس پر ملزم نے آپے سے باہر ہو کر مجسٹریٹ پر اینٹ چلا دی۔ اینٹ آنکھ کے نیچے لگی۔ آنکھ زخمی ہو گئی +

ملزم کو پیش کیا۔ اور اس کو ایک سال قید کی سزا ہوئی۔ دہوکہ کا مقدمہ ملتوی کیا گیا + **متعدد ایڈیٹران اخبارات** کے جلسہ کلکتہ میں بصدارت آنریبل سر سیندرا ناتھ بینرجی منعقد ہوا۔ جس میں ہندوستانی اخبار نویسوں کی انجمن قائم کرنے کی تجویز قرار پائی۔ آخر نومبر میں اس غرض سے جلسہ کیا جائے گا + **پچھلے ہفتہ** تمام ہندوستان میں پلیگ سے ۱۸۰۰ اموات ہوئیں۔ جنمیں سے ۱۲۰۰ صرف احاطہ بمبئی میں وقوع میں آئیں۔ نہرہ میں ایک ہفتہ میں ۵۲۶ اس کی نذر ہوئیں + **اخبار حبل المتین** کلکتہ ایک ذمہ دار کمیٹی کے ہاتھوں میں جس کا سرمایہ دو لاکھ کا ہوگا۔ دے دیا گیا ہے اور ۲۵ پچیس روپے کے آٹھ ہزار حصص پر منقسم ہوگا پانچ ہزار حصے فروخت ہو چکے ہیں + **بقول انگلشمین** کلکتہ والنیئر رائفل کے میدان میں سارجنٹ افسر کرٹنے کا تفدمیں پیٹیا ہوا ایک پارسل ریت سے نکالا۔ جو بعد میں بم ثابت ہوا۔ اس کی نسبت لکہا لکھا جاتا ہے کہ کسی نے مذاق کیا تہا + **ہز ہائینس سر آغا خاں بہادر** کی سالگرہ کا جشن کراچی۔ کلکتہ۔ اور بمبئی کے علاوہ ہندوستان کے مختلف مقامات میں بڑی دہوم دہام سے منایا گیا۔ اور اس موقعہ پر لوگوں نے قومی فنڈ کے لئے بیش بہا تحفہ تحائف بھی نذر کئے + **مہاراجہ** دربھنگہ نے اپنی والدہ ماجدہ کے شرادھ پر دو لاکھ چالیس ہزار روپیہ صرف کیا + **لیڈی ہارڈنگ** نے دینبرگ سکول و یتیم خانہ منصوری کا مربی ہونا منظور فرما لیا ہے + **ایک شخص مسمی سٹوارٹ** جبکہ اسے سخت بخار چڑھا ہوا تھا جہاز پرشیا پر مارسیلز سے روانہ ہوا۔ اور تین روز بعد پانی میں کود پڑا۔ جہاز والوں نے اس کے متعلقین کی اعانت کی غرض سے ۷۰ پونڈ چندہ کر دیا + **ولیعہد میسور** اپنے سیکرٹری کے ساتھ یورپ و انگلستان کی سیر کے بعد بمبئی وارد ہوئے۔ روساء میسور کی رعایا مقیم بمبئی نے استقبال کیا۔ آپ ۳ اکتوبر کو میسور روانہ ہو گئے +

برقی خبریں

معاملات بلقان ۔ ٹرکی و بلغاریہ معاہدہ صلح کی تکمیل پر سلطان روم اور شاہ بلغاریہ نے باہم مخلصانہ برقی پیامات کا تبادلہ کیا اور اس امر کا ارادہ ظاہر کیا کہ آیندہ دونوں حکومتوں کے درمیان گہرے دوستانہ تعلقات قائم کئے جاویں ٹرکی اور بلغاریہ میں معاہدہ تجارت کی تجدید ۲۹ نومبر سے کیجائے گی تین بلغاری لیڈروں نے شاہ بلغاریہ کو لکہا ہے کہ ہماری تباہی کا موجب روس کی دوستی ہوئی ہے آیندہ کے لئے آسٹریا سے آشتی و صلح کرنی چاہیے

ٹرکی و رومانیا ۔ ترکی افواج کے انتشار کی عملی کارروائی ۱۰ اکتوبر سے شروع ہو گئی ہے۔ رومانیا کی وزارت نے فیصلہ کیا ہے کہ بلقان میں مزید خونریزی روکنے کے لیے مستعدی سے سیاسی کارروائی کی جارہی ہے

بلغاریہ کے ارادے ۔ گورنمنٹ بلغاریہ نے بحیرہ ایجین کی خلیج سیگاس میں ایک بندرگاہ اور نہریں میں ایک جہازرانی کے قابل نہریں بنانے کا فیصلہ کیا ہے

البانیہ و مانٹینگرو ۔ دو روز کی جنگ کے بعد مانٹی نیگریوں نے جاکووا کے قریب البانیوں کو شکست دے کر اپنے علاقہ سے نکال دیا ہے مانٹی نیگرو ۸ ہلاک اور ۲۰ نفوس زخمی ہوئے ہیں

دیگر خبریں!

ایران ۔ سالار الدولہ برادر معزول شاہ ایران کرمان شاہ سے سوئٹزرلینڈ کیطرف گیا ہے جب وہ اسی علاقہ میں سے گذرے گا روسی سفارتخانہ کا ایک افسر اس کے ساتھ رہے گا

جنوبی افریقہ ۔ بلا لیسنس پھیری بھرنے والے ۲۵ ہندوستانی حکومت نے گرفتار کئے ہیں ان میں چھ عورتیں بھی ہیں ان میں سے ۹ کو دس دس روز کی قید کی سزا دی گئی باقیوں کو رہا کر دیا گیا چھ اور ہندوستانی ٹرانسوال میں دوبارہ داخل ہونے کے جرم میں ماخوذ ہوئے ہندوستانی مطالبات کی تائید کے لئے سابقہ یورپین کمیٹی از سر نو مرتب کی گئی ہے وہ گورنمنٹ کو ہندوستانیوں کے مطالبات کیطرف توجہ دلائے گی

عیسائی لڑکے کا قتل ۔ کیف واقعہ روس میں ایک یہودی مسمی بیلیس پر دو سال قید رکھنے کے بعد مقدمہ چلایا گیا ہے کہ بیلیس نے انسانی قربانی کی رسم ادا کرنے کے لیے رسنسکی نامی ایک عیسائی لڑکے کو قتل کیا تھا۔

بدقسمت ہاکر ۔ مسٹر ہاکر جس نے برطانیہ کے گرد چکر لگانے کی شرط کا ایک حصہ پورا کیا تھا بروک لینڈ میں ۵۰ فیٹ کی بلندی سے گر کر زخمی ہو گیا ریڑھ کی ہڈی کو سخت ضرب آئی ہے وہ ڈبلن سے اڑ کر سوتھمپٹن آنا چاہتا تھا اور سالم شرط کے باقیماندہ ۲۹۰ میل طے کرنے کا خواہشمند تھا

پریزیڈنٹ فرانس ہسپانیہ میں ۔ فرانس کے رئیس الجمہوریت ایم پائنکارے کا شاہ الفونسو اور ان کے وزراء نے ریلوے اسٹیشن میڈرڈ پر اور ملکہ ہسپانیہ نے محل کے دروازے پر استقبال کیا جلوس کے وقت شاہ الفانسو سپاہی کا بھیس بدل کر پریزیڈنٹ کے ساتھ ساتھ رہا تاکہ کوئی ناگوار حادثہ واقع نہ ہو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان بروز بدھ مورخہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۱۳ء

الفضل

چند ہی ماہ کا عرصہ ہوا ہے۔ کہ ہم نے "الفضل" کو جاری کرنے کے لئے ایک اشتہار شائع کیا تھا جس میں اسباب پر پورے طور سے بحث کی گئی تھی۔ کہ اس وقت فلاں فلاں ضروریات کی وجہ سے احمدی جماعت میں ایک نئے اخبار کی ضرورت ہے۔ اور آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح کی اجازت کے ماتحت اس کام کو اپنے ذمہ لینے کا اعلان کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے اس ارادہ میں کامیاب کیا اور "الفضل" کے پراسپکٹس کے شائع ہونے کے بعد خود بخود ان تمام رکاوٹوں کو جو اس کے راستہ میں تھیں دور کردیا۔ حتیٰ کہ بغیر کسی ضمانت کے اجراء اخبار کی اجازت بھی دلوادی۔ اور اسی طرح دیگر ضروریات کے پورا کرنے کے لئے بھی سامان مہیا کروا دیئے۔ سو ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ سب کام خدا کی حکمت کے ماتحت ہوئے اور ہماری سمجھ سے باہر تھا۔ کہ کس طرح ہر ایک مشکل دور ہوتی جاتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کس طرح پردہ غیب سے ہر ایک رکاوٹ کو دور کردیتا ہے۔

اس بات کو خدا تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اور نہ کوئی جان سکتا ہے۔ کہ کن کن دعاؤں اور استخاروں کے بعد ہم نے "الفضل" کی اشاعت کا کام اپنے ذمہ لیا ہے۔ چونکہ خدا تعالیٰ کے سوا علیم و خبیر اور کوئی ہستی نہیں۔ اس لئے جانے اس دکھ اور تکلیف کا بھی کوئی شخص اندازہ نہیں کرسکتا جو اس اخبار کے اجراء کا موجب ہوا۔ بیسیوں ٹریکٹ گوشت اور ہڈیوں کے نیچے چھپے ہوئے دل کی کیفیات کو سمجھنا کسی انسان کا کام نہیں۔ دیکھنے والے سمجھتے ہیں۔ کہ ہمارے سامنے ایک بے فکر لاپرواہ۔ خوش و خرم انسان بیٹھا ہے۔ لیکن بارہا ایسا دیکھا گیا ہے۔ کہ خوشی کے پس پردہ رنج و غم کے پہاڑ کھڑے ہوتے ہیں۔ ہنستے ہوئے چہرہ کے پیچھے درد و دکھا ہوا دل زندگی کو تلخ گزارتا ہے۔ پس میری دلی کیفیات اور غموں کو جو احمدی جماعت کے لئے بالخصوص اور تمام بنی نوع انسان کے لئے بالعموم میرے دل میں پوشیدہ تھے۔ سمجھنا ہر ایک انسان کا کام نہ تھا۔ اور کوئی انسان نہیں کہہ سکتا تھا۔ کہ کس دکھ اور درد نے مجھے اس طرف مائل کیا۔ کہ میں ایک اخبار کے ذریعہ سے ان نقائص کو دور کرنے کی کوشش کروں۔ جو اس وقت امت احمدیہ میں پیدا ہو رہے ہیں۔ بہت ہیں جنہوں نے اخبار کے اجراء کو فضول قرار دیا۔ بہت ہیں جنہوں نے اسے ایک مستغنی قرار دیا۔ بہت ہیں کہ جنہوں نے اسے دنیاوی مفاد کا ایک ذریعہ سمجھا۔ اور بہت ہیں کہ جنہوں نے اسے شہرت کا ایک ذریعہ قرار دیا۔ بہت ہیں جنہوں نے اسے اپنے وقت کو مصروف کرنے کا ایک ذریعہ سمجھا۔ لیکن بات وہی تھی کہ

کسی نے ثانیٔ شیطاں بتادیا مجھ کو
کسی نے لیکے فرشتہ بنادیا مجھ کو
نہ اسکے بغض نے پیچھے ہٹادیا مجھ کو
نہ اس کے پیار نے آگے بڑھادیا مجھ کو
یہ دونوں میری حقیقت سے دور ہیں محمود
خدا نے تھا جو بنانا بنادیا مجھ کو

اگر کسی نے اخبار "الفضل" کی اشاعت کو ایک گناہ اور قوم کے لئے باعث فتنہ و فساد قرار دیا تو کسی نے اسے رحمت اور فضل یقین کیا۔ لیکن اصل بات یہی تھی۔ کہ ایک دکھا ہوا دل آہ کرنا چاہتا تھا ایک ٹوٹی ہوئی کمر سیدھی ہونا چاہتی تھی۔ اور ایک گری ہوئی ہمت اپنے ڈوبتے ہوئے دوستوں کے لئے آخری جد و جہد کرنے کے لئے اپنے خون کے آخری قطرے کے گرنے کے لئے تیار ہو چکی تھی کیونکہ کوئی پاک وجود سے ابھار رہا تھا اور آفات کے وسیع سمندر میں وہ اوپر ہی اوپر جا رہی تھی۔

یہ "الفضل" کے اجراء کا باعث اور اس کی اشاعت کا سبب تھا۔ دوست دشمن اس کے کچھ ہی معنی کریں حقیقت اس سے زیادہ نہیں۔ اور واقعات خیالات و قیاسات سے تبدیل نہیں ہو سکتے۔

میں جب اس کام کے لئے اٹھا۔ تو دو تاریکی میں ایک آواز تھی جسکے بلانے پر میں اٹھا۔ اور ایک صدا تھی جسکے جواب دینے کے لئے میں نے حرکت کی میں نہیں جانتا تھا۔ کہ دراصل کیا ضرورت ہے۔ جس کے پورا کرنے کے لئے میں جد و جہد کرنے لگا ہوں۔ میں لوگوں کو ضرورتیں بتاتا تھا۔ مگر خود غافل تھا جس طرح خواب میں ایک شخص آنیوالے واقعات کو دوسری آواز سے بیان کردیتا ہے۔ سننے والے سن لیتے ہیں اور وہ خود بے خبر ہوتا ہے یہی میری حالت تھی۔ کہ میں لوگوں کو آنیوالے خطرات سے ڈراتا تھا۔ لیکن خود انکی اہمیت سے نا واقف تھا کیونکہ مستقبل کی آفات سے کوئی شخص کیونکر واقف ہو سکتا ہے۔ میں بھی ایک انسان تھا۔ اور میرا معاملہ دوسروں سے علیحدہ نہ تھا آخر وقت نے ثابت کردیا۔ کہ میں نے جو نہ سمجھا تھا۔ وہ حرف بحرف پورا ہوا۔ اور جسکا مجھے علم نہ تھا۔ وہ خدا کے علم میں تھا۔ زمانہ نے خود بتادیا۔ کہ الفضل کی ضرورت تھی۔ اور سخت تھی۔ یہ ڈوبتے ہوؤں کے لئے ایک تنکا تھا۔ اور کہتے ہیں۔ کہ ڈوبتے ہوئے کے لئے ایک تنکا کا بھی سہارا کافی ہو جاتا ہے۔ یہ ایک بارش تھی جو عین وقت پر ہوئی۔ میں نہیں جانتا۔ کہ "الفضل" نے کیا کیا اور اسکا اثر کیا ہوا۔ خدا تعالیٰ خود اسے ثابت کرے گا۔ اور مستقبل کے مینار یک پردہ میں سے اس کے اثرات کی روشن تصویر خود بخود سامنے آجائیگی۔ نہ مجھے اسکا علم ہے اور نہ مجھے اس کے جاننے سے کچھ فائدہ ہے میں اتنا جانتا ہوں۔ کہ اس اخبار کی ضرورت تھی۔ اور یہی وجہ ہے کہ ایک قدوس ذات مجھے آگے دھکیل رہی تھی میں جو پہلے لوگوں کو اسکی ضرورتیں سمجھا رہا تھا۔ آنکھ کھلنے پر حیران ہوں۔ کہ میں خود نا واقف تھا۔ اور لوگوں کو واقف کرتا تھا۔

میں نے الفضل کے لئے جو وعدے کئے تھے۔ وہ پورے ہوئے یا نہ ہوئے یہ خود "الفضل" کے خریدار فیصلہ کرسکتے ہیں ہاں میں یہ جانتا ہوں۔ کہ بعض وعدوں کے پورا کرنے میں ابھی توقف ہے۔ اور اس لئے نہیں کہ وہ بھول گئے ہیں بلکہ اس لئے کہ ان کے لئے سامان مہیا کئے جا رہے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ چاہے تو عنقریب وہ بھی پورے ہو جائینگے۔ ہاں مجھے یہ بھی علم ہے کہ خریداران "الفضل" نے اسے پسند کیا ہے۔ اور ان کے خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسے مفید سمجھتے ہیں۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ میں متواتر اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتا ہوں کہ خدا اسے بابرکت کرے اور "الفضل" کے اجراء میں یہ طاقت پیدا کرے کہ اس کے خریدنے والے اپنے روپیہ اور وقت کے قائل ہوں ہم دونو سے فائدہ اٹھائیں اور مجھے امید ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ میری یہ دعائیں ضائع نہ ہونگی۔ مگر میں خریداران "الفضل" سے یہ بات کہنا چاہتا ہوں۔ کہ جو کام میں نے کرنا تھا وہ کر رہا ہوں۔ خدا تعالیٰ نے ہماری امید سے بڑھ کر کامیابی دی ہے لیکن بعض فضل ایسے ہوتے ہیں کہ جو عام کوشش کے بعد حاصل ہوتے ہیں جیسے نماز با جماعت کا ثواب ہے وہ اکیلے ادا کرنے سے نہیں حاصل ہو سکتا اسی طرح بعض فضل کہ مجموعی کوششوں سے حاصل ہوتے ہیں۔ اور انکی مجھ اکیلے سے امید رکھنا عبث ہوگا۔ وہ تو آپ سب کی ہمت و امداد سے ہی حاصل ہونگے۔ اور اسی وقت کامیابی کا منہ دیکھنا نصیب ہوگا جب ملکر ہمت کرو گے۔

آج قریباً چار ماہ "الفضل" کو جاری ہوئے ہو چکے ہیں۔ اور آپ خوب اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اسکے جاری رکھنے کی ضرورت ہے یا نہیں جیسا پہلے ہی لکھ چکا ہوں کہ تین ہزار خریدار ہو جانیکے بعد ایک اخبار اپنے آپکو قائم رکھنے کے قابل ہوتا ہے پس آپکا فرض ہے کہ اس تعداد کو پورا کرنیکی طرف متوجہ ہوں اسوقت گو متعدد دوست ہیں جنہوں نے اس طرف توجہ کی ہے اور کچھ خریدار مہیا کئے ہیں لیکن بیسیوں دوست ہیں جو اس فرض سے غافل ہیں۔ [illegible] خریداروں کو کچھ بھی آپکی کوششوں سے ہی معلوم ہوسکتی ہے [illegible] یہ بہت جلد یہ ضرورت پوری ہو سکتی ہے۔ اور انشاء اللہ [illegible] خرچ کو پورا کرنیکے قابل ہو سکتا ہے [illegible] خرچ کو بھی پورا کرنے کیلئے ابھی کچھ خریداروں کی ضرورت ہے۔ [illegible] اور الفضل کو کون نہیں جانتا [illegible] کوشش کرینگے [illegible] ان دوستوں کے نام شائع کرتے رہینگے جو خریدار مہیا کرینگے [illegible] الفضل کے اجراء کے سامان مہیا کئے ہیں [illegible] ہوں کہ وہ بہت جلد اس طرف توجہ کریں [illegible] خریدار خود دیکھیں گے کہ الفضل کیسا [illegible]

خریداری کے بڑھانے کے لئے اعلان کریں کچھ ہرج نہیں معلوم ہوتا ایک ہمت کی ضرورت ہے۔ اور خدا تعالیٰ خود مددگار ہوگا جس نے اس کام کو شروع کرایا ہے۔ وہ خود ہی سامان مہیا کردیگا۔ الفضل کا قیام خدا تعالیٰ کے ہاتھوں ہے مگر احباب خریداری بڑھانے کی کوشش سے ثواب حاصل کرسکتے ہیں۔

الاخبار و الآراء

مسلمانوں کو ہر جگہ کیوں ناکامی ہے؟

اگر یونیورسٹی کے کامیاب طلباء کی فہرست کو ایک نظر سے دیکھا جاوے۔ اگر گورنمنٹ کے اعلیٰ عہدہ داروں کے اسمائے کی پڑتال کیجائے۔ اگر علمی مجالس اور تجارتی کمپنیوں کے ارکان کی تعداد کا شمار کیا جائے تو مسلمانوں کا درجہ صفر یا قریباً صفر کے برابر ہوگا۔ اگر ارباب نشاط کے آشیانوں کی تلاشی لیجائے یا جیلخانہ کی عبرت دہ کوٹھڑیوں کی سیر کیجائے یا میخانہ کے قرب وجوار کی گندی نالیوں پر ایک نظر ڈالی جائے تو وہاں ضرور مسلمان کہلانے والوں کی معقول تعداد ملیگی غرض یہ قوم آج ہر عزت کی جگہ سے محروم اور ہر ذلت اور ناکامی سے بہرہ اندوز ہے۔ بنکوں کی ناکامی سے جو ہلچل کاروباری دنیا میں آجکل ہو رہی ہے۔ اور جس مالی نقصان اور ناکامی کا سود خواروں کو سامنا ہوا ہے۔ اس میں خیر سے قرآن کے برائے نام ماننے والوں کا بھی بہت بڑا حصہ ہے۔ اگرچہ لاہور کے پیپلز بنک کا اثر عوام سے گذر کر ایڈیٹر صاحب حق جیسے خواص تک پہونچا تھا لیکن بمبئی کے کریڈٹ بینک کی تازہ ناکامی قابل ذکر ہے۔ کیونکہ اسکی ناکامی کا شکار زیادہ تر مسلمان ہیں۔ اس بینک کے ڈائرکٹروں میں جناب قاضی کبیر الدین مشہور بیرسٹر بمبئی کا نام نامی بھی ہے اور منیجر مسٹر جعفر یوسف ہیں۔ اور دیگر ملازمین اور سرمایہ دار اکثر بمبئی کے مسلمان سوداگر ہیں۔ پس کون ہے جو اس ناکامی کی وجوہات تلاش کرے۔ اور سوچے کہ یہ ناکامی کیوں ہے؟

اے حرم الربٰو کی خلاف ورزی کرنے والو! سنو! سے
ہے یہ قرآن کے چھوڑنے کا وبال
بالیقیں رائے یہ ہماری ہے

بیع اور سود میں فرق مبیّن

خدا تعالیٰ کی حکمت بالغہ اور قدرت کاملہ نے اسلام کے لئے جو قانون تجویز کیا ہے۔ اس پر عمل کرکے انسان کبھی خسارہ میں نہیں رہتا۔ اور نہ ہی مخلوق خدا کے لئے باعث پریشانی ہوتا ہے۔ مثلاً اللہ تعالےٰ نے اپنے قانون شریعت کی رو سے بیع کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ بایع کو اگر بالفرض کبھی خسارہ بھی ہو جائے تو اس کا نقصان اس کی ذات تک محدود رہتا ہے۔ لیکن سود خوار مرض متعدی کیطرح اپنے متعلقین کو بھی لیکر ڈوبتا ہے۔ اور مخلوق خدا کی پریشانی کا باعث ہوتا ہے۔ مثلاً ایک پیپلز بینک کی ناکامی نے ہندوستان کے طول وعرض میں ہلچل ڈالدی ہے۔ اس بینک کے بند ہونے کے ساتھ ہی امرتسر بینک پشاور بینک۔ ملتان بینک۔ اور ہندوستان بینک بند ہو گئے اور ہزاروں سود خواروں کے گھروں میں کہرام مچگیا۔ لیکن پنجاب کی کاروباری دنیا کا زلزلہ کانگڑہ کے زلزلہ کی طرح محدود اور مقامی نہیں تھا۔ اس کا اثر بحیرہ عرب کے کنارے پر بندرگاہ بمبئی تک پہونچا۔ وہاں کریڈٹ بینک کا دیوالہ نکلا۔ اور اب تازہ خبر ہے کہ بمبئی بینکنگ کارپوریشن نے بھی ۷۔ اکتوبر کو روپیہ کی ادائگی بند کر دی۔ جس سے امانت داروں میں سخت جوش پیدا ہو گیا ہے۔ اور طرفہ یہ کہ ۳۱۔ دسمبر ۱۹۱۲ء کی ششماہی رپورٹ میں دکھایا گیا تھا کہ بینک کو ۱۰۵۴۲ روپیہ ۵ / ۳ پائی۔ اس زمانہ میں منافع ہوا ہے۔ مبارک ہیں وہ جو ان واقعات سے سبق لیکر قرآن پاک کی تعلیم پر ایمان لاتے اور دل سے یقین کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کا قول احل اللّٰہ البیع وحرم الربٰو کیسی صداقت سے مملو ہے۔

کیا واقعی انور بے مہدی ہیں

اگر یہ کہا جاتا کہ نوجوان لفٹیننٹ کرنل انور بے ایک منچلا سپاہی اور کارداں افسر ہے۔ اگر یہ کہا جاتا کہ صحرائے طرابلس کا رشید ارمجاہد جو بے ریش و مونچھ ہو کر جرمن کونٹ کے بھیس میں مصائب سفر جھیل کر آستانہ پہونچا تھا۔ اور ناظم پاشا اور کرنل نجیب آفندی کے قتل کا باعث ہوا تھا۔ ایک وطن پرست ترک ہے اگر یہ کہا جاتا کہ جنرل رشید پاشا کا برائے نام چیف اوف سٹاف اور حقیقتاً سیاہ رسپید کا مالک انور بیوک چکچی کے فاتحانہ معرکہ کی روح رواں تھا۔ اور اگر یہ کہا جاتا کہ ابراہیم بے کے بعد یلغار کرکے ادرنہ پہونچنے والی پیدل فوج کے افسروں میں ایک دلیر وجفاکش افسر انور بے تھا تو حرج نہ تھا لیکن یہاں تو معاملہ ہی برعکس ہے۔ انجمن اتحاد وترقی کے ہوا خواہوں اور بعض ناواقف لوگوں نے نہ صرف اس ترک افسر کی تعریفوں میں آسمان وزمین کے قلابے ملائے ہیں۔ بلکہ اسے مہدی کہنا بھی شروع کر دیا ہے۔ حالانکہ واقفکار لوگ جانتے ہیں کہ انور بے نے اپنے جوش نوجوانی سے ترکی فوج کے ضبط کو خراب کر دیا ہے محمود شوکت پاشا کمانڈر گیلی پولی کا واقعہ چار کوٹی کے بے سود چار ہزار اتلاف جان پر انور بے سے جواب طلب کرنا اور اس کا بجائے جواب الٹا گستاخی سے پیش آنا۔ محمود شوکت پاشا کا فخری پاشا کو گیلی پولی سے خود جاکر واپس لے آنا۔ اور حال ہی میں عید پر انور بے کا اڈریانوپل میں فیلڈ مارشل جنرل احمد ابوک پاشا کے منہ آنا اور بڈھے ترک کے طپانچہ سے زخم کھانا۔ احمد ابوک کی گرفتاری کا حکم اور جنرل مذکور کے ماتحت افسروں کا تلوار سے مقابلہ کرنا اور بیس آدمیوں کا زخمی پانچ کا مقتول ہونا۔ اس پر عزت پاشا کا انور بے کو قسطنطنیہ واپس کر دینا وغیرہ وغیرہ واقعات اگر تھوڑے سے بھی صحیح ہیں تو اس نوجوان کو غازی اور مہدی بنانا تو درکنار۔ خود اس کے ملک کیلئے اوس کا وجود خطرہ کا موجب بنا ہے ہیں۔

گورنمنٹ عالیہ کا احسان

مسلمانوں نے جو روش اس وقت اختیار کر رکھی ہے۔ اور جس طرح ان کے بعض جوشیلے افراد بات بات میں حکومت کی مخالفت کرنا باعث فخر سمجھتے ہیں وہ تو اس قابل تھی کہ ایک سخت گیر حاکم کی طرح اون سے سلوک کیا جاتا لیکن خداوند تعالےٰ نے ہندوستان پر اس وقت وہ حکومت رکھی ہے جو رعایا کے جذبات کا کما حقہ پاس کرتی ہے لارڈ ہارڈنج کی ۱۷۔ ستمبر کی تقریر ہی سرکار کی نیک نیتی پر دال تھی۔ لیکن نواب صاحب رامپور کا یہ قول کہ حضور وائسرائے نے فرمایا "گورنمنٹ کو اہل اسلام کے جذبات کا بڑا خیال ہے۔ اگر ساری دنیا بھی خلاف ہو جائے تو بھی اماکن مقدسہ کی حفاظت کیلئے گورنمنٹ انگلشیہ اپنی

مسلمان رعایا کی خاطر

ٹرکی کا ساتھ نہ چھوڑے گی" پھر گورنمنٹ کا فعل کہ غازی پور کی کچہری والی مسجد جس پر سرکار کا قبضہ تھا۔ معہ زمین زیر مسجد واگذار کر دی گئی ہے۔ اور زمین کے لگان میں بھی کمی واقع ہوئی ہے۔ مزید براں کانپور کے مصیبت زدگان کے لئے سرکاری سرپرستی میں چندہ اور اور مسلمانوں کیلئے تعلیمی سہولتوں کا انتظام وغیرہ وغیرہ اس بات کے ثبوت ہیں کہ باوجود مسلمانوں کی غلطی کے گورنمنٹ احسان کرتی اور کرنا چاہتی ہے۔ پس موقعہ ہے کہ مسلمان اس احسان کی قدر کریں۔ اور ھل جزاء الاحسان الا الاحسان پر عمل پیرا ہوں +

دھوکہ باز اشتہاری

مغربی تہذیب نے علمی شوق آزادی اور وطن پرستی کیساتھ ساتھ کمینگی اور دھوکہ بازی کے بھی عجائب وغرائب طرز تعلیم کئے ہیں

اس تہذیب کے ہندوستانی شاگردوں نے مادی دنیا میں ترقی کرنے کے لئے تحصیل زر کا ایک نرالا طریقہ شروع کیا ہے وہ اشتہار بازی ہے۔ آئے دن اس قسم کے لوگ سزایاب ہوتے اور کیفر کردار کو پہنچتے ہیں۔ لیکن پھر ان کے نئے جانشین حشرات الارض کیطرح پیدا ہو جاتے ہیں۔ اخبارات میں ایک اشتہار زیر عنوان "اعجاز نما چاول" شایع ہوتا رہا ہے جسکی مشتہرہ ایک عورت عایشہ بیگم تھی۔ لیکن بقول نامہ نگار زمیندار دراصل عایشہ بیگم ایک فرضی نام ہے۔ اور مشتہر ایک شخص ظہیر الحسن نام ہے جو مردوں اور عورتوں کے ساتھ خط و کتابت کرتا ہے اور عوام کو دہوکا دیتا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ یہ کاغذ کی ناؤ جلدی ڈوب جائیگی

نواب مزمل اللہ خانصاحب کی صاف گوئی!

جلسہ دہلی جیسے مسلمانوں کا ایک فریق خان بہادروں کا مجمع اور دوسرا فریق اکابر قوم کا جلسہ قرار دیتا ہے دراصل مسلمانوں کے اعتدال پسند اور امن دوست گروہ کا قایم مقام مجمع تھا اس کی رپورٹیں شایع کرنے میں بھی ایک فریق نے ہوشیاری سے کام لیا ہے۔ چنانچہ ایک ہمعصر نے تحریر فرمایا کہ شور و غوغا میں سنا نہیں گیا کہ نواب مزمل اللہ خانصاحب نے کیا کہا گویا اس موقر اخبار نے یہ ظاہر کرنا چاہا ہے کہ نواب مزمل اللہ خان صاحب کی تقریر سے سامعین کو کوئی دلچسپی نہ تھی۔ ہم نے نواب صاحب کی تقریر کو آخر دوسرے فریق کے اخباروں میں پڑھا اور ہم کو شور و غوغا کی اصل کیفیت معلوم ہو گئی نواب صاحب نے اپنے معلومات کی بنا پر فرمایا۔ اس وقت وہ صاحب ولایت گئے ہوئے ہیں ان کو کیا حق ہے کہ کسی سے کچھ کہیں اور قوم کو ذمہ دار بنائیں اس میں ضرور **خود غرضانہ** مدعا ہے"۔ اگرچہ الفضل کے گذشتہ نمبروں میں ہم نے بھی قریب قریب یہی خیالات ظاہر کئے ہیں۔ لیکن ہم چونکہ عالم الغیب نہیں دلوں کے اسرار سے واقف نہیں۔ بنیتوں کا حال نہیں جانتے اس لئے نواب صاحب کی صاف گوئی سے ہم پورے طور پر متفق نہ ہوں تاہم یہ ضرور کہنا پڑتا ہے کہ ان مسافران لنڈن کی پوزیشن تاحال صاف نہیں

فرنگستان سے کعبہ کا رخ

خدا کے پاک بندوں کی فراست بھی کیا کیا عجائبات سے مملو ہوتی ہے وہ بعض اوقات کوئی بات یونہی باتوں میں کہہ جاتے ہیں لیکن اس بات میں نہ صرف ایک بات بلکہ کئی باتیں ہوتی ہیں۔ مصر کے ایک امیر کا قول سنکر کہ تیس برس میں مصر سے رہا سہا اسلام رخصت ہو جائیگا حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا تھا کہ دیکھو ہماری بات بھی یاد رکھو مصر تیس برس میں مسلمان ہو جائیگا۔ کیونکہ اندھیری رات صبح صادق کی خبر دیتی ہے۔ مقدس مسیح کے پاکباز خلیفہ کی یہ پیشگوئی مصر کے متعلق انشاء اللہ تعالیٰ وقت پر پوری ہو کر رہے گی۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں ہندوستان کا یوروپ پرست نیم عیسائی مسلمان بھی اب فرنگستان سے کعبہ کا رخ کرتا ہے۔ مسٹر اے کے غزنوی روانہ ہو چکے ہیں۔ مولوی انشاء اللہ صاحب جانے والے ہیں۔ اور ایڈیٹر پیسہ اخبار بھی بجبہ میں بیٹھے گا رہے ہیں ؎

اے فلک لے چل مدینہ میں خدا کے واسطے
دل تڑپتا ہے حبیب کبریا کے واسطے

ہم بھی منشی محبوب عالم صاحب کو فرنگستان سے کعبہ کا رخ کرنے پر مبارکباد دیتے ہیں۔

ترکوں کی سلامتیت

ہم نے جب یہ پڑہا تھا کہ حمیدیہ کا بہادر کپتان اپنا خیگی ماٹو الجنۃ تحت الظلال سیوف رکھتا ہے۔ اور اس کی بڑی توپ جسنے یونانی جہازوں کو سمندر کی تہ پر ہمیشہ کے لئے پہونچا دیا تھا۔ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَتْحٌ قَرِيْبٌ کے آسمانی کتبہ سے مزین ہے اور پھر جب ہم نے یہ مطالعہ کیا کہ ترکی جہازوں اور کشتیوں کے مستولوں پر چڑھکر سمندر میں بھی وقت نماز پر مؤذن اذان کہتا ہے۔ اور اس کے بعد جب ہم نے اس بات کا علم حاصل کیا کہ ترکی افواج کے کمانڈر اعظم جنرل عزت پاشا نے ایک خوش الحان ہندوستانی سے اڈریانوپل میں قرآن سننا چاہا۔ تو درخواست کی۔ کہ انا فتحنالک سنائیے تو ہم کو ایک گونہ خوشی ہوئی لیکن جب ہم نے یہ مطالعہ کیا کہ ڈریڈ ناٹ رشادیہ کے پانی میں اتارے جانے پر ترکی سفیر لنڈن کی بیٹی نائلہ ہانم افندی نے صلیب پرست یوروپ کی تقلید کرکے شراب کی بجائے گلاب کی بوتل توڑی۔ اور خدا کا نام لینے کی بجائے جل دیوتا کو چڑہاوا چڑہایا۔ پھر جب ہم نے پڑہا کہ قسطنطنیہ میں حمیدیہ کی واپسی پر وہاں کے کمشنر پولیس نے رؤف بے کو ایک سنہرا فرنی ہیچوان کا حقہ نذر کیا جو قیمتی جواہرات سے مرصع تھا۔ تو ہماری پہلی مسرت مبدل بہ تاسف ہو گئی

اور ہم کو ماننا پڑا کہ ترک اصل اسلام سے ایسے ہی دور ہیں۔ جیسے اسرائیلی حضرت کلیم اللہ کے اصل دین سے۔ ورنہ اگر وہ مومن ہوتے تو کیوں انتم الاعلون ان کنتم مومنین کا کلام معجز نظام ان پر صادق نہ آتا۔

ضمانت طلبی اور ضبطی

چند اخبارات کے غیر معتدل لہجہ اور ناموزوں طرز سے جو مصیبت آجکل مسلمانوں کے اخبارات پر آرہی تھی وہ قابل عبرت تھی نہ کہ قابل فخر اور باعث ترقی مگر افسوس کہ اس عبرت سے فائدہ نہیں اٹھایا گیا۔ اور مسلم گزٹ کی موت۔ تیز نویسین گزٹ بریلی و اتحاد بہار کی دو دو ہزار اور مسز آرمسٹو رنٹ کے اخبار ہیرلڈ آف انڈیا کانپور کی پانسو کی تازہ ضمانت طلبیوں کو "مرگ انبوہ جشنے دارد" کہکر ٹالا گیا ہے۔ زمیندار کی پولیٹکل ہمعصرو اور حبل المتین کے پرچوں کی ضبطی سے کوئی سبق نہیں سیکھا گیا۔ شاید سمجھ لیا گیا ہے ؎

بدنام بھی ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا؟

ترکی اخبارات

اگرچہ ترک خود تسلیم کرتے ہیں کہ ہم عثمانی ترک یوروپ کے اندہے مقلد ہیں۔ لیکن ان لوگوں نے یوروپ کی تجارت حرفت وصنعت یوروپ کے فنون حرب ایجادات میں تقلید و تتبع نہیں کی صرف فیشن شراب خوری آزادی اور عیاشی میں ضرور ان کے نقش قدم پر قدم مار رہے ہیں۔ انہوں نے اخبار بھی نکالے ہیں لیکن بقول محمود اسعد آفندی ترکی ایڈیٹروں اخبارات کو یہ آسان طریقہ ملگیا ہے کہ یوروپ کے اخباروں کو لیکر ان کا ترجمہ کر دیا۔ اور روش زمانہ حال کے معاملات پر جو مضمون ملے انہیں اپنی زبان کے قالب میں ڈھال لیا۔ اور خود غور و فکر و باریک تحقیقات کرنیکی ضرورت نہیں۔ جب یہ تساہل و سستی ہو تو ترقی کیونکر ہو

اللّٰهمّ انی اعوذبک من العجز والکسل +

ٹرکی نمونہ جہنم ہے

ہمعصر وطن نے ٹرکی اخبار صباح کے حوالے سے شیخ محمود اسعد آفندی سلطانی دفتر کے افسر اعلےٰ کے خیالات جو اظہار کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قابل و اقفکار ترک پسند نہیں کرتے کہ مسلمان کریمیا اپنا پر لطف اور جنت نظیر ملک جہاں انہیں (روسی حکومت کے ماتحت) بڑی آسایش اور پر لطف زندگی حاصل ہے چھوڑکر ٹرکی مملکت میں جانیکی خواہش کریں جہاں اس وقت ہر طرف آگ کے شعلے بھڑک رہے ہیں اور وہ نمونہ جہنم بن رہا ہے

اسلامی دنیا کی سیر

معز سلطان مسقط فیصل بن ترکی کا انتقال ہوگیا ہے۔ اس کا بیٹا شاہزادہ تیمور باپ کی جگہ سلطان مقرر ہو چکا ہے۔ بقول پاؤنیر رشتہ داروں کی طرف سے تخت کے دعویٰ کے متعلق کوئی خوف نہیں۔ لیکن اندرون ملک کی حالت پر کوئی روشنی نہیں پڑی۔ ٹرکی اپنی بحری طاقت کی آراستگی کا فکر کر رہی ہے۔ کپتان رؤف بے یورپ کو خریداری جہازات اور تقرر ملازمین کے لئے گئے ہیں۔ یونان کے ساتھ ترکی تعلقات بگڑتے نظر آرہے ہیں۔ سلطان کی سالگرہ نہ صرف سلطنت ترکی میں بلکہ ایران اور خصوصاً شہر شیراز میں بڑی دھوم دھام سے منائی گئی۔ ایرانی گورنر اور عمال عثمانی کونسل کے مکان پر شمولیت جلسہ کے لئے آئے۔

روسی گورنمنٹ نے روسی حاجیوں کو جن کی تعداد امسال بیس ہزار تک پہونچ گئی ہے۔ بڑی سہولتیں بہم پہونچائی ہیں۔ کرایہ جہاز کا نرخ مقرر کر دیا ہے۔ جس میں کمی بیشی نہ ہوگی۔ حفظان صحت کا انتظام کر دیا ہے۔ طرابلس میں اطالیوں اور عربوں کے درمیان۔ [illegible] میں ایک معرکہ ہوا ہے۔ روما کی خبر کے مطابق اٹلی کو فتح اور عربوں کو شکست ہوئی۔ عربوں کا ایک گروہ گرفتار بھی ہوا ہے۔ واللہ اعلم

ایرانی ریلوں کے متعلق پیرس میں ۱۴ ر اکتوبر کو ایک جلسہ ہوا۔ اسی تجاویز کے متعلق شمالی ریلوے پر مباحثہ ہوا۔ لیکن جنوبی کا کوئی ذکر نہیں ہوا۔ انگلستان کے بعض اخبارات مثلاً آؤٹ لک اس ریلوے کو "روسی خطرہ" کے عنوان سے پیش کرتا ہے۔ لارڈ کرزن کا مؤید ہے سالار الدولہ کرمان شاہ سے روس کی سیاحت کے لئے جا رہا ہے۔ جنوبی یمن کا ایک انگریزی دان شیخ زادہ محمد طاہر نام جنوبی کیلی فورنیا واقعہ امریکہ کی سیر کر رہا ہے۔ اور وہاں عربوں کی ایک بستی آباد کرنا چاہتا ہے۔ ایڈیٹر کامریڈ سیکرٹری مسلم لیگ قاہرہ کی سیر کر کے ولایت چلے گئے۔ لیکن ایڈیٹر صاحب زمیندار ۲۰ ر اکتوبر کو قاہرہ پہونچے ہیں۔ قندھار میں امیر صاحب کے ایک خلاف تہذیب حکم پر فساد ہوا ہے۔ قریباً بیس چالیس جانیں ضائع ہوئی ہیں۔ دربار کابل کو اس معاملہ میں تشویش ہے۔ قندھار کے قاضی و مفتی فساد میں مارے گئے ہیں۔

چین کا نیا پریزیڈنٹ

جمہوری چین کا سابق پریزیڈنٹ یوآن سیکائی اب دوبارہ رئیس جمہوریت منتخب ہوا ہے۔ اور لی یوآن ہنگ وائس پریزیڈنٹ ہے۔ مجلس وزراء میں صرف خفیف سا تغیر کیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جنوب کی بغاوت کو فرو کرنے اور نوجوان چینی گروہ کے اخراج ڈاکٹر سن یت سن کی جلاوطنی نے سالخوردہ یوآن شیکائی کے لئے دوبارہ ریاست پر متمکن ہونے کا راستہ صاف کر دیا تھا۔ اور برائے نام انتخاب صرف ایک رسم تھی جو دکھانے کے لئے ادا کی گئی۔ البتہ پریزیڈنٹ موصوف نے یہ کمال دانائی کا کام کیا ہے۔ کہ جاپان کو خوش کر لیا ہے ورنہ چین کا مغربی رنگت سے رنگا ہوا پڑوسی خطرناک دشمن ثابت ہو سکتا تھا۔ اگرچہ جاپان نے جمہوریت کو تسلیم کر لیا ہے جرمنی نے مخلصانہ مبارکباد دی ہے۔ تاہم یوآن شیکائی کیلئے ابھی بعض اہم معاملات کا تصفیہ کرنا باقی ہے۔ ایک طرف تبت کا دلائی لامہ خود مختار ہو کر برٹش حکومت سے تحائف وصول کرتا اور دوسری طرف منگولیا کا رئیس کوخترروس سے ساز باز کر رہا ہے۔ اور روسی افسر بطور معلمان فن حرب منگا رہا ہے چین کا انگریزی خواں وکیل مطلق یوآن چن جو آج کل شملہ میں ہے اگر سرکار انگلشیہ کو بھی جاپان کی طرح خوش کرے تو اپنے ملک کی بڑی خدمت کریگا۔ اور ممکن ہے۔ لیکن پریزیڈنٹ چین کا روس سے عہدہ برا ہونا مشکل ہے۔

تبلیغ اسلام کا موقعہ

کلکتہ کا انگلو انڈین اخبار انگلشمین لکھتا ہے۔ کہ "ہندوستان کے ادنیٰ ذاتوں کے لوگ مثلاً چمار چوہڑے وغیرہ جوق جوق عیسائی ہو رہے ہیں۔ اور وہ دن قریب ہے۔ جبکہ یہ لاکھوں کی تعداد میں عیسائیت کی آغوش میں چلے جائیں۔ ہندوستان کے مسلمانوں کو بھی ان میں تبلیغ اسلام کا بڑا موقعہ ہے"۔ اے احمدی قوم! آج تو صرف مسلمانوں سے مسلمان ہوئی ہے۔ اور تیرا کام ہے۔ کہ ہر تبلیغ کے موقعہ کو ہاتھ میں لے۔ اور بلغ ما انزل علیک پر عمل کرے۔ اور ہندوستان کی ادنیٰ اقوام کو اسلام کا لباس پہنا کر اعلیٰ بنادے۔ اٹھ اور کوشش کر کیونکہ ؎

خدا خود مے شود ناصر اگر ہمت شود پیدا

بلقان میں تیسری جنگ کا احتمال

اگرچہ ترکی سفیر پایہ تخت یونان میں پہونچ چکا ہے اور مسائل متنازعہ فیہ پر باہمی گفتگو کا سلسلہ جاری ہے لیکن احتمال ہے کہ یہ سلسلہ طول پکڑے گا۔ کیونکہ ٹرکی اسلامی مقدس عمارات اور اپنی رعایا کی حیثیت کے متعلق وہی مطالبات یونان سے کر رہی ہے۔ جو بلغاریہ پہلے مجبوراً تسلیم کر چکا ہے لیکن یونان اس پر رضامند نہیں۔ مزید براں ترکی نے عزم بالجزم کر لیا ہے۔ کہ جزائر ایجیئن کے متعلق اپنے دعاوی پر ثابت قدم رہے۔ اور نویں ڈویژن کے تمام ترکی افسروں کو حکم دیا گیا ہے۔ کہ ۲۴ گھنٹہ کے اندر اندر ڈیموٹیکا میں اپنی اپنی رجمنٹوں میں شامل ہو جائیں۔ اس کے ساتھ ہی بلغاریہ اور ٹرکی کا باہمی اتحاد ہو چکا ہے۔ اور ۲۰ ر اکتوبر کو دونوں حکومتوں کے درمیان تجارتی معاہدہ بھی ہونے والا ہے۔ نیز فتحی بے مشہور بہادر طرابلس صوفیہ میں سفیر ہو کر جا رہا ہے۔ سرویا نے البانیوں کو تنگ کرنا شروع کر دیا ہے۔ بہ البانی لیڈروں کو جن میں ایک بے بھی ہیں۔ نشانہ بندوق بنایا گیا ہے۔ جس کا اثر سابق زخم خوردہ البانیوں پر اچھا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے احتمال ہے۔ کہ بلقان میں تیسری جنگ چھڑ جائے ؏

رومانیہ میں ہندوستانی طبی وفد

ہندوستان کے طبی وفود میں سے ایک وفد بمبئی کے غریب مسلمانوں کی انجمن نے ٹرکی میں بھیجا تھا جس میں بعض ہندو اصحاب بھی تھے۔ اگرچہ کامریڈ وفد کے ڈائرکٹر جناب ڈاکٹر انصاری نے اُن کے کام اور انتظام کو ناقص بتایا تھا۔ لیکن انہوں نے ہمت نہیں ہاری۔ بلقان کی دوسری جنگ کے ایام میں انکو بمبئی انجمن نے تار دیکر قاہرہ سے واپس لوٹا دیا تھا۔ تاکہ وہ دوبارہ اپنی خدمات سے ترکوں کو مدد دے سکیں۔ قسطنطنیہ پہونچکر اور ٹرکی میں کام نہ ملنے کے باعث وہ رومانیہ چلے گئے۔ جہاں انہوں نے رومانی فوج کے ساتھ طبی امداد کا کام کیا۔ اب ان کی نسبت خبر ہے کہ انہوں نے رومانیہ کے شاہی خاندان کے ساتھ کھانا کھایا اور ملکہ رومانیہ نے تحریراً ان کا شکریہ ادا کیا۔ اور شاہ رومانیہ نے ان کی بہادرانہ خدمات کے صلہ میں تمغے عطا کئے ؏

کچھ لو اور کچھ دو

ایک مشہور فاضل کا قول ہے۔ کہ "احساس تاریخ میں انقلاب پیدا کرتا ہے ذکاوت ایک ایسی طاقت ہے جو احساس پر غالب نہیں آسکتی"۔ اس قول کی صداقت پر تاریخ کے صفحات شاہد ہیں۔ عرب کا گمنام جزیرہ نما اس احساس کے باعث دیوار چین سے جبل الطارق اور ماسکو سے راس امید تک بنی نوع انسان کا حاکم ہو گیا۔ اسلام کی برقی طاقت نے مسلمان کو بتا دیا۔ کہ تو دنیا پر خدا کا خلیفہ ہے پس وہ ایک اقتدار کے مقابلہ کے لئے کھڑا ہو گیا۔ ترکوں کے جابر اور دین سے غافل عمال کی سختی نے یمن کے عربوں کو ترکی کی اصل طاقت اور اپنی ہستی کا احساس کرایا اور امام یحییٰ نے بقول ایک ترک افسر "ایک باقاعدہ حکومت کے برابر سامان حرب جمع کر لیا ہے۔ ذخائر اور تباہ کن سامان اس کے پاس بکثرت ہے۔ گولیاں ڈھالنے کے لئے آلات موجود ہیں قلعے اور مورچے تیار کر لئے ہیں"۔ اور اعراب طرابلس و مراکو نے اپنے نئے حملہ آور اطالین و ہسپانوی دشمنوں کا اب تک بہادری اور کامیابی سے مقابلہ کیا ہے۔ یہ سب کچھ کیوں ہوا۔ احساس کے باعث ہندوستان کے مسلمانوں کو بھی "اپنی پولیٹکل اہمیت کا احساس" انگریزی سرپرستی کی بدولت حاصل ہوا۔ اور جداگانہ نیابت مل گئی۔ لیکن کوتاہ اندیشی تیرا برا ہو۔ جوشیلے نوجوان حکومت وقت کے خلاف کانگرس سے ملکر اپنی اہمیت کو خود کھو کر نہ صرف سیاسی عظمت کے احساس کو نقصان پہونچانے کی فکر میں ہیں بلکہ ہموطنوں کو خوش کرنے کے لئے قربانی بقر کو اڑانے کی تجاویز پیش کر کے اپنی دینی حمیت کے عدم احساس کا مزید ثبوت دے رہے ہیں۔ ہمارا مطلب یہ نہیں کہ ہندوؤں سے صلح نہ کی جائے۔ بلکہ ہم تو صرف یہ چاہتے ہیں۔ کہ کچھ لو۔ اور کچھ دو پر عمل کیا جائے۔ اور پیغام صلح کی یہ شرط ہو۔ کہ ہندو صدق دل سے لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کہیں۔ اور مسلمان گائے کے گوشت کو ان کی خاطر چھوڑ دیں ؏

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ

الاسلام

عالمگیر مذہب

دنیا کی ہر شئے خاص حد کے اندر رہتی ہے۔ اور وہ اپنے دائرے سے ہرگز باہر نہیں جا سکتی۔ بعض اشیاء بعض پر فوقیت رکھتی ہیں۔ مگر گو ہر چیز سخت جدوجہد کر رہی ہے۔ کہ وہ بے حد ترقی کرے مگر پھر بھی اس کی ترقی محدود ہوتی ہے۔ یہ ایسا عام حال اصل ہے کہ تمام قدرات کائنات اس قانون کے ماتحت ہیں۔ اور کسی کی مجال نہیں کہ اپنے مقررہ قاعدے اور اصل کے بغیر کام کر سکے۔ ہر چیز اپنے فرض منصبی پر کام کر رہی ہے۔ ولہ اسلم من فی السموات والارض طوعا وکرھا والیہ یرجعون۔ اور تمام جو آسمان میں اور زمین میں ہیں وہ خوشی اور ناخوشی ہر حالت میں اللہ کی فرمانبرداری کر رہی ہیں۔ اور وہ سب کا مرجع ہے۔ بھلا کس کا دل نہیں چاہتا۔ کہ وہ سب سے ممتاز ہو جائے اور باقی تمام اس کے حکم اور اطاعت کے اندر ہو جاویں۔ اسی سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ کوئی ایسی ہستی ہے جو ان تمام قیود سے پاک ہے اور اسی نے تمام اشیاء کو مقید کر دیا ہے +

یہی حال ادیان اور مذاہب کا ہے۔ اسلام سے پہلے جتنے مذاہب تھے۔ وہ تمام کے تمام مختص القوم اور مختص الزمان تھے۔ اور ایسا ہی ہونا ضروری تھا۔ کیونکہ دنیا کی حالت ترقی کے ابتدائی مدارج طے کر رہی تھی۔ اور ایک ملک کو دوسرے ملک سے عمدہ طور سے ہمسائیگی کے سامان مہیا نہ تھے۔ راہیں بالکل مسدود تھیں۔ اور بین الاقوامی تعلقات تقریباً مفقود تھے۔ اس لئے یہی مناسب بات تھی۔ کہ ہر ملک کو علیحدہ مصلح اور ہادی دیا جاتا۔ اور ہر امت کو الگ رہبر دیا جاتا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جیسا کہ قرآن کریم سے ثابت ہے۔ ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا۔ اور تحقیق ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا ہے۔ ان من امۃ الا خلا فیہا نذیر کوئی نہیں جس میں ڈرانے والا نہ گذرا ہو۔ قرآن کریم پر ایمان لانے والے کا فرض ہے۔ کہ ماننے کہ چین میں خدا کے فرستادے آئے اور ہند میں بھی خدا کی طرف دعوت دینے والے تشریف فرما ہوئے۔ اسی طرح کوئی براعظم اور کوئی امت خالی نہیں رہی۔ جس میں خدا کا نذیر نہ آیا ہو۔ وہ لوگ کیسے تنگ ظرف رکھتے ہیں۔ جنہوں نے یہ اعتقاد بنا لیا ہے۔ کہ مامورین من اللہ انہی کی خاص قوم میں تشریف لائے۔ اور باقی قومیں خدا کے شیریں کلام سے محروم و بے نصیب رہیں۔ حالانکہ جسمانی طور پر تمام ملکوں میں بارشیں ہوتی ہیں۔ اور تمام ملکوں میں خدا تعالیٰ کے افضال اور انعامات نزول فرماتے رہتے ہیں۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ وہ خدا جس نے اس عارضی زندگی کے سامان و اسباب سے تو ہر ایک کو بہرور کیا ہے۔ اُس زندگی کے اسباب و سامان سے سوائے کسی خاص قوم کے اور اقوام کو بالکل بے بہرہ کر دیا۔ خدا نے کسی قوم سے کمی نہیں کی۔ ہر ایک کو کم و بیش طور پر اپنے ہر دو جسمانی و روحانی اسباب سے متمتع کر دیا ہے۔

واذا قیل لھم آمنوا بما انزل اللہ قالوا نؤمن بما انزل علینا ویکفرون بما وراءہ وھو الحق مصدقا لما معھم۔ اور جب اُن سے کہا جاتا ہے۔ ایمان لاؤ ساتھ اس کے جو اللہ نے نازل فرمایا۔ کہتے ہیں۔ ہم اس پر ایمان لاتے ہیں جو ہم پر اترا ہے۔ اور اس کے ماسوا کو وہ نہیں مانتے۔ حالانکہ وہ ان کی سچائیوں کی تصدیق کرتا ہے۔ اور وہ حق ہے۔ صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ کہ وہ ہر ایک نبی کو ماننے کیلئے تیار ہے۔ خواہ وہ کسی قوم میں آیا ہو۔ کیونکہ تمام انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام ایک ہی چشمہ سے مستفیض ہوتے ہیں۔ اس صورت میں ایک کا انکار کرنا گویا کہ تمام سے انکار کرنا ہے اسی لئے فرمایا گیا۔ لا نفرق بین احد منھم۔ ہم ہر ایک ہی کو مانتے ہیں۔ اور ان میں سے ایک کے درمیان بھی فرق نہیں کرتے۔ نؤمن ببعض ونکفر ببعض۔ کہ بعض کو مان لیں اور بعض سے انکار کریں۔ اس میں کسی کو شک نہیں ہو سکتا۔ کہ ہر نبی مختص القوم اور محدود الوقت ہوا کرتا تھا۔ اور اسی طرح اُن کے احکام اور اوامر بھی ہیشی ہوتی تھی۔ اور اسکا باعث ہم نے اوپر ذکر کیا ہے۔ کہ ان دنوں میں ایک انسان اپنی آواز تمام دنیا میں نہیں پہنچا سکتا تھا۔ اور یہی وجہ تھی۔ کہ وہ بھی دیگر اقوام میں سے کسی کو اپنی جماعت میں شامل نہیں کرتے تھے۔ مگر ان جو انہی میں سے ہو جاتا تھا +

ہم بطور استشہاد کے بہت سی آیات عہد نامہ جدید و عتیق سے نقل کر سکتے ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ نبی دوسری قوموں کو دعوت نہیں کیا کرتے تھے۔ حضرت مسیح علیہ السلام جن کی نسبت کہا جاتا ہے۔ کہ تمام جہان کے لئے وہ قربان ہوئے خود فرماتے ہیں۔ کہ میں بنی اسرائیل کی بھیڑوں کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ اور یہی سبب ہے کہ حواری صرف بنی اسرائیل کو دعوت کیا کرتے تھے۔ سب سے پہلے پولوس نے یہ تجویز ایجاد کی۔ کہ دوسروں کو بھی کلیسیا میں داخل کیا جائے۔ اور اگرچہ حواریوں نے ان کی مخالفت کی مگر وہ گروہ سبقت لے گئے اور انہوں نے یونانیوں رومیوں اور دیگر اجانب اقوام کو دعوت کی مگر پولوس نے اپنے اس فعل کی کوئی شرعی منصوص دلیل بیان نہیں کی۔ اس کے علاوہ باقی مذاہب اپنے اندر کسی اور کو شامل نہیں کیا کرتے تھے۔ یہی حال ہنود کا تھا۔ سب سے پہلے جس نے اس بات کا اعلان دیا ہے۔ وہ مذہب اسلام ہے چنانچہ قرآن فرماتا ہے ان الذین آمنوا والذین ھادوا والنصاریٰ والصابئین من آمن باللہ والیوم الآخر وعمل صالحا فلھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ تحقیق وہ لوگ جو کوئی ایمان رکھتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو یہودی ہیں۔ اور عیسائی ہیں۔ اور جو صابی ہیں۔ ان میں سے جو خدا پر ایمان لائیگا۔ جو کہ اللہ سے شروع ہوتا ہے اور آخرت پر ختم ہوتا ہے۔ اور نیک اعمال بھی بجا لائیگا۔ ان کو اپنے رب کے حضور سے اجر ملیگا۔ اور ان پر کوئی خوف اور غم نہیں ہوگا۔ یہ آواز کہ ہر ایک مذہب والا اسلام میں داخل ہو سکتا ہے۔ اور اسلام کسی کو رد نہیں کرتا۔ دنیا میں سب سے پہلے اسلام نے یہ آواز بلند کی۔ باقی مذاہب بھی اسلام کی دیکھا دیکھی اس موجودہ صدی میں دوسروں کو اپنے میں ملانے کی کوشش کرنے لگے ہیں۔ والفضل للمتقدم کوئی اہل مذہب ہمیں دکھائے۔ کہ اس کی الہامی کتاب میں یہ دعوی ہو۔ کہ اس کا مذہب تمام جہان کے لئے ہے۔ اور کوئی فرد بشر اس سے خارج اور باہر نہیں ہو سکتا قرآن میں کئی طرز سے اور کئی پیرایوں میں یہ عالمگیر دعوے موجود ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت فرمایا گیا ہے۔ قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً کہدے۔ اے لوگو! مجھے اللہ تعالیٰ نے سب کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔ وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیراً ونذیراً۔ اور ہم نے تجھ کو نہیں بھیجا۔ مگر تمام لوگوں کے لئے بشیر اور نذیر بنا کر۔ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔ اور نہیں بھیجا ہم نے تجھکو مگر تمام جہان کے لئے رحمت بنا کر۔ ان آیات میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو عام کر دیا۔ اور کسی خاص قوم سے مختص نہیں کیا۔ اور زمانی خصوصیات سے بھی آزاد کر دیا۔ کیونکہ آپ کو خاتم النبیین بنا دیا۔ اب کوئی فیض اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں مل سکتا۔ مگر آپ کی وساطت سے مل سکتا ہے۔ اب تمام در بند ہو گئے ہیں سوائے ایک در محمدی کے۔ اور قرآن کریم کی نسبت فرمایا۔ اولم یکفھم انا انزلنا علیک الکتاب یتلی علیھم ان فی ذالک لرحمۃ وذکریٰ لقوم یؤمنون۔ کیا انہیں بس نہیں ہے۔ کہ ہم نے تجھ پر یہ کتاب نازل فرمائی۔ ان پر پڑھی جائیگی۔ اس پر ایسا زمانہ کبھی نہیں آئیگا۔ کہ اس کی تلاوت موقوف ہو جاوے اسی لئے اس کا نام قرآن رکھا گیا۔ کیونکہ یہ ہمیشہ پڑھا جائیگا۔ اور دیگر کتب سماویہ کی طرح اسکی زبان متروک و مہجور نہیں ہو جائیگی۔ اور نہ ہی بالکل دنیا سے مرفوع القلم ہو جائیگی۔ جیسا کہ آجکل وید کو کون اصلی زبان میں پڑھ سکتا ہے۔ اور جیسا کہ انجیل عبری ملتی ہی نہیں۔ اس کا یونانی ترجمہ اصل گردانا گیا ہے۔ رسول من اللہ یتلو علیھم صحفا مطھرۃ فیھا کتب قیمۃ۔ دنیا میں کوئی سچائی نہیں جو قرآن کریم میں اتم طور پر اور اس سے بڑھ کر مثل نہ پائی جاتی ہو۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ کوئی سچائی ہمیں کوئی دکھائے۔ ضرور انشاء اللہ وہ قرآن کریم میں پائی جاویگی۔ غرضیکہ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے۔ اس کا لانے والا عالمگیر رسول ہے اور اس کی کتاب مقدس تمام سچائیوں کی جامع اور مہیمن کتاب ہے کیا ہی خوش قسمت [illegible]

تصدیق المسیح

پیشگوئیوں میں مجاز و استعارہ

پچھلے ہفتے بائیبل سے ان پیشگوئیوں کے الفاظ دکھائے گئے تھے جو حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہیں۔ ان سے صاف ظاہر ہے کہ پیشگوئیوں میں مجاز و استعارہ لازمی ہے۔ اسی طرح قرآن میں جو پیشگوئیاں ہیں۔ ان میں بھی مجاز و استعارہ پایا جاتا ہے۔ مثلاً سورہ دخان میں فرماتا ہے۔ فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین یغشی الناس ہذا عذاب الیم (انتظار کر اس دن کا جب کہ آسمان دخان مبین لائیگا لوگوں پر چھا جائیگا۔ اور یہ دکھ دینے والا عذاب ہوگا۔) یہ ایک پیشگوئی ہے جس میں ایک سخت قحط کی خبر دی گئی ہے۔ جو سرزمین عرب میں آیا۔ لیکن ظاہری الفاظ پر جانے والے تو یہی کہیں گے کہ ابھی تک نشان پورا نہیں ہوا کیونکہ کبھی دھواں نہیں چھایا۔ جیسا کہ بعض لوگ سمجھے ہاں ایک فریق ہے جو ظاہر پرست ہے۔ وہ اسی نشان کا ظہور قیامت کے روز پر موقوف رکھتا ہے۔ اور ہم بھی اس کا انکار نہیں کرتے۔ مگر قرآن مجید کے الفاظ پر تدبر کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس پیشگوئی کا ظہور جنگ بدر سے پہلے ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ ارشاد ہوتا ہے کہ جب وہ عذاب چھا جائیگا تو لوگ کہیں گے۔ ربنا اکشف عنا العذاب انا مومنون۔ انی لہم الذکری وقد جاءہم رسول مبین ثم تولوا عنہ وقالوا معلم مجنون۔ انا کاشفوا العذاب قلیلا انکم عائدون یوم نبطش البطشۃ الکبری انا منتقمون۔ (اے ہمارے رب ہم سے یہ عذاب ہٹا دے۔ ہم مانتے ہیں۔ مگر اب وہ کیا نصیحت پکڑیں گے۔ ان کے پاس خدا کا فرستادہ آیا اور انہوں نے اس سے منہ پھیر لیا۔ اور کہنے لگے کہ سکھلایا ہوا دیوانہ ہے۔ ہم عذاب تھوڑا سا ہٹانے والے ہیں۔ اور تم پھر عود کرنے والے ہو۔ جس دن ہم نہایت سخت طور پر پکڑیں گے۔ اور ہم سزا دینے والے ہیں۔

اس آیت سے انکم عائدون اور اس کے بعد البطشۃ الکبری صاف بتا رہا ہے کہ اس پیشگوئی کا ظہور نبی کریم صلعم کی زندگی میں ہونا چاہیئے۔ چنانچہ ہوا اور ایسا قحط پڑا۔ کہ لوگوں کو ہڈیاں پیس پیس کر کھانی پڑیں اور اسوقت انکم عائدون کی بات بھی پوری ہوئی۔ کیونکہ آپکی سفارش سے مکہ میں جگہ سے غلہ آیا۔ مگر قحط دور ہونے پر پھر وہی مخالفت ان کی ہوگئی تو بدر کے روز ان سرکشوں کے سردار مارے گئے۔ اور یوں یہ خدا کی بات پوری ہوئی جس کی خبر بہت پہلے دی جا چکی تھی۔

اور بھی کئی آیات ہیں۔ مثلاً کفار کو صم بکم عمی فہم لا یرجعون (بہرے گونگے۔ اندھے) کہا گیا ہے۔ اسی طرح سورہ یوسف میں رفع ابویہ علی العرش ہے۔ اور کوئی نہیں کہہ سکتا۔ کہ عام دربار میں حضرت یوسف اپنی والدہ مکرمہ کو تخت پر بٹھا لیا ہو۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ عزت سے بٹھایا۔ پھر سورہ یوسف میں رویاء کے مختلف نمونے ہیں جن سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ پیشگوئیوں کا بہت سا حصہ مجاز و استعارہ کے رنگ میں ہوتا ہے

احادیث میں بھی ایسی مثالیں ہیں۔ مسند امام احمد بن حنبل میں ایک حدیث ہے رسول کریم فرماتے ہیں۔ بینا انا نائم اذ اتیت بقدح لبن فشربت منہ ۔ × × × قالوا فما اولتہ یا رسول اللہ قال العلم ۔ (میں سو رہا تھا۔ کہ دودھ کا پیالہ مجھے دیا گیا۔ اور اسے میں نے پی لیا۔ لوگوں نے پوچھا۔ اس کے کیا معنے یا رسول اللہ فرمایا۔ علم) دیکھئے علم الرؤیا کے مطابق لبن کے معنے علم کے ہیں۔

(۲) ایسا ہی ایک اور حدیث ہے۔ اس میں آتا ہے۔ وعرض علی عمر بن الخطاب وعلیہ قمیص یجرہ قال فما اولتہ یا رسول اللہ قال الدین (اور میرے سامنے عمر بن الخطاب پیش کئے گئے۔ ان پر ایک قمیص تھی۔ جو زمین گھسٹتے چلے جاتے تھے۔ پوچھا کیا معنے یا رسول اللہ فرمایا یہ دین ہے۔

(۳) ایک حدیث ہے جس میں ڈول نکالنے سے مراد خلافت کے سال ہیں۔ اصل الفاظ حدیث کے فجاء ابوبکر فنزع ذنوبا اوذنوبین ہیں۔

(۴) ان بعض ازواج النبی صلے اللہ علیہ وسلم قلن للنبی اینا اسرع بک لحوقا قال اطولکن یدا فاخذو قصبۃ یذرعونہا فکانت سودۃ اطولہن یدا فعلمنا بعد انما کانت طول یدہا الصدقۃ وکانت اسرعنا لحوقا بہ زینب وکانت تحبا الصدقۃ۔ ازواج النبی نے پوچھا۔ کہ ہم میں سے کون جلدی وفات کے بعد آپ سے ملیگی۔ آپنے فرمایا جس کے لمبے ہاتھ ہیں۔ یہ سن کر بیبیاں اپنے اپنے ہاتھ ناپنے لگیں۔ اور سودہ کے ہاتھ سب سے لمبے نکلے مگر جب زینب نبی کریم صلعم کی وفات کے بعد سب سے اول فوت ہوئیں تو اس وقت معلوم ہوا۔ کہ اطولکن یدا کے کیا معنے تھے۔

اسی طرح نبی کریم صلعم نے دجال اور یاجوج ماجوج کو خواب میں دیکھا ہے۔ تو کیا وجہ کہ ان کے متعلق تمام الفاظ کے معنے علم الرؤیا کے رو سے نہ کئے جائیں چنانچہ دجال کا ذکر جس حدیث میں ہے۔ اس کے اول میں ہے ارانی اللیلۃ عند الکعبۃ × × × ثم اذا انا برجل جعد قطط اعور العین الیمنی × × × فسالت من ہذا فقیل المسیح الدجال۔

صرف اس بات کے سمجھ لینے سے کہ یہ تمام نظارے عالم رؤیا کے ہیں۔ بہت سی باتیں حل ہو جاتی ہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہو جائیگا۔ کہ دجال کی وحدت نوعی ہے یا نہیں۔ یعنی نبی کریم صلعم کو اگر دجال ایک دکھلایا گیا ہے۔ تو اس کے یہ معنے نہیں۔ کہ وہ خاص ایک ہی شخص ہے۔ اور اسی پر تمام نشان پورے ہو گئے۔ بلکہ تمام دجالوں کی حقیقت کو ایک میں دکھایا گیا۔ جیسا کہ سبع سنبلت خضر میں سات بالیاں سبز دکھائی گئیں حالانکہ سات سالوں میں صرف سات ہی بالیاں سبز نہیں تھیں۔ بلکہ بیشمار تھیں۔ اسی طرح یاجوج ماجوج کی حقیقت بھی کھل جائیگی۔ کہ اس سے مراد آگ اور پانی سے کام لینے والی قومیں ہیں۔ اور پھر بحیرہ طبریہ کا پانی پی جانے اور آسمان سے خون آلودہ تیر واپس آنے کا مطلب بھی معلوم ہو جائیگا۔ جب ہم ان باتوں کے معنے تعبیر الرؤیا کی کتب میں دیکھیں گے۔ مسیح موعود کے متعلق جو یقتل الخنزیر آیا ہے۔ اس کے معنے بھی اسی علم کی کتابوں سے دیکھنے چاہئیں۔ کیونکہ کسی رسول کسی نبی کسی خدا کے مامور کا یہ کام نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ آکر خنزیر مارتا پھرے۔ پھر دابۃ الارض کے بارے میں علماء نے عجیب عجیب اختلاف کئے ہیں۔ اور اس کی وجہ صرف یہ ہے۔ کہ وہ اس عجیب الخلقت جانور کی شکل کی ماہیت کو علم الرؤیا میں نہیں دیکھتے۔ بہت سے لوگ اس بات کا تجربہ کار ہیں۔ کہ جب کسی علاقے یا بستی میں وبا پڑنی ہو۔ تو انہیں وحشی یا عجیب الخلقت جانور نظر آتے ہیں۔ پس آخر زمانے میں آنے والی سخت وبا کا نظارہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دکھایا گیا جس کو دابۃ الارض سے تعبیر کیا گیا۔ قرآن مجید کی آیت سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔ الغرض پیشگوئیوں میں مجاز و استعارہ ضرور ہوتا ہے۔

ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح سے کسی غزنوی نے اعتراض بیان کیا کہ جب دمشق موجود ہے۔ تو پھر قادیان کو کیوں دمشق قرار دیا گیا۔ اور کیا وجہ ہے۔ کہ مرزا صاحب مجاز و استعارہ زیادہ مراد لیتے ہیں۔ اللہ نے آپکو خبر دی۔ کہ وہ اعتراض کرنے والے خود مجاز پر مجبور کئے جائیں گے۔ چنانچہ کچھ روز کے بعد ایک اس کے بزرگ کا اشتہار آیا جس میں لکھا تھا۔ کہ مجھے الہام ہوا خربت خیبر۔ پھر اس ملہم نے یہ لکھا تھا۔ کہ خیبر سے مراد قادیان ہے۔ تب آپ نے فرمایا۔ کہ اب بتاؤ خیبر کی موجودگی میں خیبر سے مراد قادیان کس قاعدے سے لیا گیا۔ اس کے بعد اس کے دوسرے بزرگ کا خط آیا جس میں الہام تھا۔ ما سمعنا بہذا فی الملۃ الآخرۃ اور الملۃ الآخرۃ کے معنے ملۃ محمدیہ لکھے تھے۔ آپنے فرمایا۔ یہ قول ایک بڑے کافر مشرک کا ہے۔ اور اس نے ملۃ آخرہ سے مراد اپنے اباء کا رسمی دین لیا ہے مگر اب ملہم صاحب اس سے مراد ملۃ محمدیہ لیتے ہیں کیا یہ مجاز نہیں ہے۔ تب وہ بہت نادم ہوا۔

آپ کب متوجہ ہونگے؟

گو بعض احباب نے الفضل کی خریداری کے بڑھانے میں خاص توجہ کی ہے لیکن بہت سے احباب نے ابھی تک اپنا فرض ادا نہیں کیا۔ ہمنے اپنے ناظرین سے درخواست کی تھی کہ وہ کم سے کم پانچ پانچ خریدار مہیا کرنا اپنا فرض سمجھیں لیکن دس گیارہ خریداروں کے سوا باقی نے اسطرف توجہ ہی نہیں فرمائی۔ امید ہے کہ جسطرح خریداران الفضل اس سے محبت رکھتے ہیں اپنے عملی ثبوت دیتے ہوئے خریدار مہیا کرنے کی طرف بھی توجہ کریں گے۔ (جواب کا منتظر۔ منیجر الفضل قادیان)

امر بالمعروف

جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

ہم کیا اور ہماری حیثیت کیا جن کمزوریوں اور گندوں کا ہم شکار ہیں۔ اور جن بدیوں میں ہم مبتلا ہیں جن غلطیوں میں ہم پڑے ہوئے ہیں جن سستیوں نے ہمیں گھیر رکھا ہے جن اعمال کے ہم عادی ہیں۔ اور جن افعال کا ہم سے ظہور ہے۔ انہیں کچھ ہمارا دل ہی جانتا ہے۔ یا وہ رب کریم جو ہر ایک ذرہ ذرہ کا علم رکھتا ہے۔ اور وہ نکتہ نکتہ سے واقف ہے۔ ہمارے جیسا ضعیف و ناتواں اور کون ہو سکتا ہے۔ کہ باوجود عقل رکھنے کے پھر غافل و جاہل ہیں۔ اور ہم سا ناقابل التفات اور کون ہے۔ کہ خبر ہوتے ہوئے بے خبری کا اظہار کرتے ہیں۔ ہائے اس غفلت شعاری پر اور وائے اس سہل انگاری پر +

مگر باوجود ان نقصوں اور کوتاہیوں کے اس پاک اور قدوس رب کو دیکھو۔ جس کی طرف کسی نقص اور کمی کا منسوب کرنا خواہ وہ کتنا ہی چھوٹا اور قلیل ہو اول درجہ کی سیہ کاری اور بدکاری ہے۔ کہ وہ باوجود اپنی شان عالی کے کہ ہمیں اس سے وہ نسبت بھی نہیں ہو سکتی۔ جو ایک گدا کو غنی سے یا ایک چوڑھے کو بادشاہ سے۔ ہماری طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اور ہماری خبرگیری کرتا ہے۔ ہم منہ پھیرتے ہیں۔ اور وہ ہماری طرف جھکتا ہے۔ ہم بھاگتے ہیں۔ اور وہ بلا بلا کر واپس لاتا ہے۔ ہم دور جاتے ہیں مگر وہ خود شریک ہو جاتا ہے۔ ہم روٹھتے ہیں۔ مگر وہ ہمیں مناتا ہے۔ غرض کہ ہم مخلوق ہو کر بجائے نیاز کے ناز کرتے ہیں۔ اور وہ خالق ہو کر بندہ نوازی سے کام لیتا ہے +

میں تو اس خیال کو دل میں لا کر ہی کانپ جاتا ہوں۔ کہ اگر وہ ان احسانات و انعامات کو جو وہ ہم پر کرتا ہے۔ ایک دم کے لئے بھی بند کر دے۔ تو ہم کیا کریں۔ نہیں اگر وہ ہماری ہر ایک غلطی پر ہمیں سزا دینے لگ جائے۔ تو ہمارا کیا حال ہو۔ ولو یواخذ اللہ الناس بظلمہم ما ترک علیہا من دابۃ ولکن یؤخرہم الی اجل مسمّی فاذا جاء اجلہم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون۔ اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے ظلموں اور گناہوں پر پکڑنا شروع کر دے۔ تو زمین پر کوئی چارپایہ زندہ نہ چھوڑے۔ لیکن وہ انہیں ایک مدت مقرر تک ڈھیل دیتا ہے۔ پس جب انکی مدت مقررہ آتی ہے۔ تو نہ وہ ایک گھنٹہ پیچھے رہیں گے اور نہ آگے بڑھیں گے۔ یہ اسی کا رحم ہی تو ہے۔ جو ہمیں بچائے ہوئے ہے۔ مدتوں ہماری غلطیوں اور کوتاہیوں کو دیکھتا ہے۔ پھر ہمارے گناہوں کے مقابلہ میں ایک نہایت خفیف سرزنش کرتا ہے +

اس کے فضل کو دیکھو تو سہی۔ کہ باوجود اس عظمت کے وہ ہمیں جو سراپا نقائص ہیں۔ اس پیار کی نگہ سے دیکھتا ہے۔ کس طرح ہمارا خبر گیراں ہے۔ باوجود بادشاہوں کا بادشاہ ہونے کے اپنا کلام ہمیں سناتا ہے۔ اور ہمارے لئے ہدایت نامہ بھیجتا ہے آدم سے لیکر حضرت خاتم الانبیاء تک کونسی امت ہے جسے اس نے اپنے کلام سے مشرف نہیں کیا۔ اور جس کے لئے ایک شریعت نہیں مقرر کی۔ تا وہ اس کے ذریعہ ہزاروں قسم کی ہلاکتوں سے بچ جائے۔ ہماری عقل اور فہم کی جہانتک رسائی ہے اسے تو ہم اچھی طرح جانتے ہیں۔ پھر اگر وہ مولا کریم رہنمائی نہ کرتا۔ خود بھی ہماری دستگیری نہ فرماتا۔ تو ہماری حالت کی خرابی کا کوئی اندازہ نہ ہوتا۔ لیکن وہ محبت سے ہر ہستی پر جو شفقت میں بھی والدین سے زیادہ ہے۔ جو ہمدردی میں تمام دوستوں اور رشتہ داروں سے بڑھ کر ہے۔ اس نے ہمیں خالی نہیں چھوڑا۔ بلکہ ہر حال اور ہر مقام کے مناسب حال ہمیں ہدایات دیدی ہیں۔ جن پر چلکر ہم مشکلات سے نجات پا سکتے ہیں۔ اور آفات سے محفوظ رہ سکتے ہیں جن کی مدد سے ہم ظلمات کے سمندر کو تیر کر نکل سکتے ہیں۔ اور جن کے سایہ میں ہم گناہوں کی گرمی سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ وہ ہمارے لئے خضر راہ ہے اور خضر کوئی نہیں۔ مگر وہی ہدایات جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو دی ہیں۔ وہ ہمارے لئے آبحیات ہیں۔ اور اس زمین کے اوپر اور سورج کے نیچے کوئی چشمہ آبحیات نہیں مگر وہی معارف جنکے جاننے سے انسان ہمیشہ کی زندگی حاصل کرے اور گناہوں کی موت سے نجات پائے۔ جیسے اپنے بچہ کو سفر پر جانے سے پہلے ماں باپ چند ضروری احتیاطوں کی طرف متوجہ کرتی ہے۔ اس سے زیادہ شفقت اور اس سے زیادہ محبت سے اس محبت و شفقت مادری کے خالق نے ہمیں اس لمبے سفر کے لئے کچھ ہدایات دی ہیں جن پر چلنے سے ہم ہر قسم کی آفات ارضی و سماوی سے محفوظ و معصوم رہ سکتے ہیں +

قرآن شریف ہمارا ہدایت نامہ ہے۔ جس میں ہر ایک ضروری مسئلہ کا بیان ہے۔ ہم پیدا ہونے سے مرنے تک کسی چیز کے محتاج نہیں ہوتے۔ مگر اسے اس میں مذکور پاتے ہیں۔ کوئی علم نہیں جسکا اس میں ذکر نہ ہو اور کوئی دانائی کی بات نہیں جس کی اس میں تفصیل نہیں دیگئی۔ عمر بھر میں ہمیں کوئی خطرہ نہیں جو پیش آئے۔ لیکن قرآن شریف نے اسے بیان نہ کیا ہو۔ اور پھر کوئی [illegible] نہیں۔ جسے بیان تو کیا ہو۔ مگر اس کا علاج نہ بتایا ہو +

ان ہذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم ۵-۱ اسرائیل۔ تحقیق یہ قرآن ہدایت دیتا ہے۔ اس راہ کی جو نہایت سیدھی ہے۔ ولقد صرفنا للناس فی ہذا القرآن من کل مثل اور البتہ ہم نے اس قرآن میں ہر ایک بات (جو روحانی ترقیات کے لئے ضروری ہو) بیان کردی ہے۔ و ننزل من القرآن ما ھو شفاء و رحمۃ للمؤمنین۔ اور ہم قرآن میں وہی بات اتارتے ہیں۔ جو اس کے ماننے والے کے لئے شفا اور رحمت ہو۔ کتب انزلنا الیک مبارک لیدبروا آیتہ ولیتذکر اولوا الالباب۔ قرآن شریف ایک ایسی کتاب ہے۔ جو ہم نے تیری طرف اتاری ہے۔ مبارک ہے تاکہ لوگ اس کی آیات و علامات میں غور کریں۔ اور تاکہ دانا لوگ اس سے نصیحت حاصل کریں۔ اللہ نزل احسن الحدیث کتابا متشابھا مثانی تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربہم ثم تلین جلودہم و قلوبہم الی ذکر اللہ۔ اللہ تعالیٰ نے اتارا ہے۔ تیری طرف عمدہ سے عمدہ کلام ایک کتاب ہے۔ کہ اس میں سب باتیں ایک دوسری کی تائید کرتی ہیں۔ بار بار پڑھی جائینگی۔ اس سے ان لوگوں کی جلدوں پر جو خدا تعالیٰ کا خوف رکھتے ہیں۔ بال کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پھر انکی جلدیں نرم ہو جاتی ہیں اور ان کے قلوب بھی نرم ہو کر خدا تعالیٰ کے ذکر کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ قرآنا عربیا غیر ذی عوج لعلہم یتقون قرآن شریف ہی ایک بات کو کھول کر بیان کرنیوالا ہے۔ اس میں کوئی کمی نہیں۔ اس کا نزول اس لئے ہوا ہے۔ تا لوگ تقویٰ اختیار کریں +

مگر سوال یہ ہے۔ کہ اس پاک کلام کی طرف ہم نے کیا توجہ کی۔ بہت لوگ ہیں جو قرآن شریف کو عمدہ عمدہ غلافوں میں لپیٹ کر رکھ چھوڑتے ہیں۔ لیکن اس کو پڑھتے کبھی نہیں۔ لیکن کیا یہ لوگ اگر سرکار کی طرف سے کوئی سمن آئے۔ تو اس سے بھی یہی سلوک کرتے ہیں۔ کیا عدالت میں حاضر ہو کر یہ جواب دیتے ہیں۔ کہ عدالت کے سمن کو میں نے نہایت عمدہ مخمل کے خریطہ میں لپیٹ کر رکھ چھوڑا ہے نہیں ایسے کام نہیں چلتا۔ اگر کوئی شخص عدالت کو یہ جواب دے کر بچنا چاہتا ہو تو وہ غلطی پر ہے۔ عدالت اس سے یہ دریافت کریگی کہ اس نے اس کو پڑھکر عمل بھی کیا یا نہیں۔ اسی طرح ایسے بادشاہ کے کلام کو جو تمام شاہوں کا شاہ ہے۔ عمدہ غلافوں میں لپیٹ کر رکھ چھوڑنے سے کام نہیں بنتا۔ بلکہ بات اس صورت میں ہے۔ کہ جب اسے پڑھکر اس پر عمل بھی کرو۔ آہ کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ اگر ایک تحصیلدار کا پروانہ آتا ہے تو لوگ اسے فوراً پڑھتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کے ہدایت نامہ کو بہت ہی جو نہی پڑھا اور صرف لپیٹ کر رکھ چھوڑنا کافی سمجھتے ہیں۔ کسی دوست کا خط آجائے۔ تو اسے دیکھنے کا اسقدر اشتیاق ہوتا ہے کہ سب کام چھوڑ کر اس طرف متوجہ ہو جاتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ جیسے محسن کا ایک پیام آتا ہے۔ اور اسے سننے کے لئے دلمیں تڑپ پیدا نہیں ہوتی۔ جاہل سے جاہل انسان جو ایک حرف نہ پڑھ سکتا ہو اسے بھی اگر کسی دوست کا خط آجائے۔ تو خواہ اسے کئی میل کا چکر کرکے کسی پڑھے ہوئے دوست کے پاس جانا پڑے۔ تو وہ وہاں جاتا ہے۔ اور وہ خط اس سے پڑھواتا ہے اور جب تک پڑھوا کر اچھی طرح اس کا مفہوم نہ سمجھ جائے اسے صبر نہیں آتا لیکن خدا تعالیٰ کا خط آیا ہوا موجود ہے۔ مگر بہت ہیں جنکے دل میں پڑھنے کا اشتیاق تو الگ رہا کبھی یہ خیال بھی پیدا نہیں ہوتا۔ کہ اسے پڑھیں اور پھر ایسے لوگ تو بہت ہی زیادہ ہیں۔ جو اس پر عمل نہیں کرتے + آخر یہ غفلت کیوں ہے اور اس سستی کا کیا مطلب ہے۔ وہ بادشاہ تو باوجود اس شان کے ہم پر یہ فضل کرے کہ خود ہمیں ہماری ضروریات اور حاجات سے مطلع فرما کر انکے پورا کرنے کے سامان مہیا کرے اور ہم باوجود اس بے بسی و بے کسی کے نعوذ باللہ فرعون بنے ہوئے ہیں۔ اگر اس کے احکام کو ایک نظر پڑھنا بھی گوارا کریں۔ اے مسلمانو! یہ غفلت کب تک چلی جائیگی۔ آخر کبھی تو ہوشیاری کا بھی وقت آئیگا۔ قرآن شریف جیسا ہدایت نامہ موجود ہے اسے پڑھو اور اپنی ذلت و نکبت سے نکلنے کے سامان کرو۔ مسلمان وہی ہے جو اس شعر کا مصداق ہو۔ جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

تاریخ اسلام

سیرۃ النبی

اخلاص باللہ۔ ذکر الٰہی

موت کے بعد بھی خدا ہی یاد تھا

سوائے شاذ و نادر کے عام طور پر دیکھا جاتا ہے۔ کہ انسان اپنی زندگی پر حریص ہوتا ہے حتیٰ کہ ڈاکٹروں نے فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ جو شخص خودکشی کرتا ہے۔ وہ ضرور پاگل ہوتا ہے۔ یا خودکشی کے وقت اُسے جنون کا دورہ ہوتا ہے ورنہ عقل و خرد کی موجودگی میں انسان ایسا کام نہیں کرتا۔

جب موت قریب ہو تو اس وقت تو اکثر آدمی اپنے مشاغل کو یاد کر کر کے افسوس کرتے ہیں۔ کہ اگر اور کچھ دن زندگی ہوتی۔ تو فلاں کام بھی کر لیتے اور فلاں کام بھی کر لیتے۔ جوانی میں اس قدر حرص نہیں ہوتی جس قدر بڑھاپے میں ہو جاتی ہے۔ اور یہی خیال دامنگیر ہو جاتا ہے۔ کہ اب بچوں کے بچے دیکھیں۔ اور پھر ان کی شادیاں دیکھیں۔ اور جب موت قریب آتی ہے۔ تو اور بھی توجہ ہو جاتی ہے اور بہت سے لوگوں کا بستر مرگ دیکھا گیا ہے۔ کہ حسرت ماندہ کا مظہر اور رنج و غم کا مقام ہوتا ہے۔ اور اگر اور کاش کا اعادہ اس کثرت سے کیا جاتا ہے۔ کہ عمر بھر اس کی نظیر نہیں ملتی۔ مرنیوالا پے در پے اپنی خواہشات کا ذکر کرتا ہے۔ اور اپنے وقت کو وصیت میں صرف کرتا ہے۔ میرے فلاں مال کو فلاں کے سپرد کرنا۔ اور میری بیوی سے یہ سلوک کرنا۔ اور بیٹوں سے یوں حسن سلوک سے پیش آنا۔ فلاں سے میں نے اس قدر روپیہ لینا ہے۔ اور فلاں کو اس قدر دینا ہے۔ غرض اس قسم کی بہت سی باتیں ہیں جو روزانہ گھر میں دہرائی جاتی ہیں۔ اور چونکہ موت کا سلسلہ ہر جگہ لگا ہوا ہے۔ اور ہر فرد بشر کو اس دروازہ سے گذرنا پڑتا ہے۔ اس لئے تمام لوگ ان کیفیات کو جانتے ہیں۔ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔

میرا آقا جہاں اور ہزاروں باتوں میں دوسرے انسانوں سے اعلیٰ اور مختلف ہے وہاں اس بات میں بھی دوسروں سے بالا تر ہے۔ میرے سردار کی موت کا واقعہ کوئی معمولی سا واقعہ نہیں۔ کس گمنامی کی حالت سے ترقی پا کر اس نے اس عظیم الشان حالت کو حاصل کیا تھا۔ اور کس طرح خدا تعالیٰ نے اسے ہر دشمن پر فتح دی تھی۔ اور ہر میدان میں غالب کیا تھا۔ ایک بہت بڑی حکومت کا مالک اور بادشاہ تھا۔ اور ہزاروں قسم کے انتظامات اس کے زیر نظر تھے۔ لیکن اپنی وفات کے وقت اسے ان چیزوں میں سے ایک کا بھی خیال نہیں۔ نہ وہ آئندہ کی فکر کرتا ہے۔ نہ تدابیر ملکی کے متعلق وصیت کرتا ہے نہ اپنے رشتہ داروں کے متعلق ہدایت لکھواتا ہے۔ بلکہ اس زبان پر اگر کوئی فقرہ جاری ہے تو یہی کہ اللھم فی الرفیق الاعلیٰ اللھم فی الرفیق الاعلیٰ۔ اَے میرے اللہ مجھے رفیق اعلیٰ میں جگہ دے۔ اَے میرے اللہ مجھے رفیق اعلیٰ میں جگہ دے۔

اس فقرہ کو ذرا ان مضطربانہ حرکات سے مقابلہ کر کے دیکھو۔ جو عام طور سے مرنے والوں سے سرزد ہوتی ہیں۔ کیسا اطمینان ثابت ہوتا ہے۔ کیسی محبت ہے۔ ساری عمر آپ خدا تعالیٰ کو یاد کرتے رہے اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے خلوت و جلوت غرض کہ ہر جگہ آپ کو خدا ہی خدا یاد تھا۔ اور اسی کا ذکر آپ کی زبان پر جاری تھا۔ اور جب کہ وفات کا وقت آیا۔ تب بھی بجائے کسی اور دنیاوی غرض یا مطلب کی طرف متوجہ ہونے کے خدا ہی کی یاد آپ کے سینہ میں تھی۔ اور جن کو چھوڑ چلے تھے۔ اُن کی فرقت کے صدمہ کی بجائے جن سے ملنا تھا۔ ان کی ملاقات کی تڑپ تھی۔ اور زبان پر اپنے رب کا نام جاری تھا۔

آہ! کیسا مبارک وہ وجود تھا۔ کیا احسان ملنے والا وہ انسان تھا۔ اس کی زندگی بہتر سے بہتر انسانوں کے لئے اسوۂ حسنہ اور مہذب سے مہذب روحوں کے لئے ایک نمونہ تھی۔ اس نے اپنے پیدا ہونے سے مرنے تک کوئی وقت اپنے رب کی یاد سے غافل نہیں گذارا۔ وہ پاک وجود خدا تعالیٰ میں بالکل محو ہی ہو گیا تھا۔ اور اس کی نظر میں سوائے اس واحدہٗ لاشریک خدا کے جو لم یلد و لم یولد ہے اور کوئی وجود جچتا ہی نہ تھا۔ پھر بھلا جو ذکر کہ تمام عمر اس کی زبان پر رہا۔ وفات کے وقت وہ اسے کہاں بھلا سکتا تھا۔ جو کچھ انسان ساری عمر کیا یا کرتا رہا ہو۔ وہی اسے وفات کے وقت بھی یاد آتا ہے پھر جس کی عمر کا مشغلہ ہی یاد الٰہی ہو۔ اور زندگی بھر جس کی روحانی غذا ہی ذکر الٰہی ہو وہ وفات کے وقت اور کسی چیز کو کب یاد کر سکتا تھا۔

مجھے میرا مولا پیارا ہے۔ اور مجھے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی پیارا ہے۔ کیونکہ وہ میرے مولا کا سب سے بڑا عاشق اور دلدادہ ہے اور جسقدر میرے رب سے زیادہ الفت ہے۔ مجھے بھی وہ اسیقدر عزیز ہے۔ اللھم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علے ابراہیم و علی آل ابراہیم انک حمید مجید۔

ذکر الٰہی ہر وقت

میں نے پیچھے بعض واقعات سے یہ ثابت کیا ہے۔ کہ رسول کریم صلعم کو ذکر الٰہی سے کیسی محبت تھی۔ اور آپ کس طرح ہر موقعہ پر خدا تعالیٰ کا نام بہت پسند فرماتے تھے۔ اور صرف خود ہی پسند نہ فرماتے تھے۔ بلکہ دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیتے۔ اور وفات کے وقت بھی آپ کی زبان پر خدا تعالیٰ کا ہی ذکر تھا۔ اب میں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ آپ خدا تعالیٰ کے ذکر پر چشم پرنم ہو جاتے تھے۔ اور آپ کا خدا تعالیٰ کا ذکر کرنا یا سننا معمولی بات نہ تھی۔ بلکہ ایک عاشقانہ درد اور محبانہ ولولہ اسکا محرک اور باعث تھا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ قال لی النبی صلے اللہ علیہ وسلم اقرأ علیّ قلت آقرأ علیک و علیک انزل قال فانی احب ان اسمعہ من غیری فقرأت علیہ من سورۃ النساء حتی بلغت فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید و جئنا بک علی ھؤلاء شہیدا قال امسک فاذا عیناہ تذرفان۔ مجھے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے کچھ قرآن سناؤ۔ میں نے کہا کہ کیا میں آپ کو قرآن سناؤں حالانکہ قرآن شریف آپ ہی پر نازل ہوا ہے۔ فرمایا۔ کہ مجھے یہ بھی پسند ہے۔ کہ میں دوسرے کے منہ سے سنوں۔ پس میں نے سورۃ نساء میں سے کچھ پڑھا۔ یہاں تک کہ میں اس صورت تک پہنچا۔ کہ پس کیا حال ہوگا۔ جب ہر ایک امت میں سے ہم ایک شہید لائیں گے۔ اور تجھے ان لوگوں پر شہید لائیں گے۔ اس پر آپ برداشت نہ کر سکے اور فرمایا۔ کہ بس کرو۔ اور میں نے دیکھا۔ کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔

اللہ اللہ کیسا عشق ہے۔ اور پھر کیسا ایمان ہے۔ آپ قرآن شریف کو جو خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ خود پڑھتے اور دوسروں کو سنانے کا حکم دیتے تھے۔ اور پھر اپنے محبوب کا کلام سن کر چشم پر آب ہو جاتے آپ ایسے بہادر تھے۔ کہ میدان کارزار میں آپ تک دشمن کی رسائی نہ ہوتی۔ اور حضرت علی جیسے بہادر آدمی فرماتے ہیں۔ کہ جس جگہ آپ کھڑے ہوتے تھے وہاں وہی آدمی کھڑا ہو سکتا تھا۔ جو نہایت دلیر اور بہادر ہو اور معمولی آدمی کی جرأت نہ پڑ سکتی تھی۔ کہ آپ کے پاس کھڑا ہو۔ پھر ایسا بہادر انسان کہ جس کے سامنے بڑے بڑے بہادروں کی روح کانپتی تھی۔ اور ان کی گردنیں جھک جاتی تھیں۔ وہ بہادر انسان جس کے نام کو سن کر بادشاہ خوف کھاتے تھے۔ جس کی بہادری کا شہرہ تمام عرب اور شام اور ایران میں ہو رہا تھا جس کی ہمت بلند کے سامنے قیصر و کسریٰ کے ارادہ پست ہو رہے تھے۔ وہ خدا تعالیٰ کا کلام سن کر روتا ہے۔ اور آپ کے دل کی کیفیت ایسی ہو جاتی ہے۔ کہ زیادہ سننا گویا اس کے لئے برداشت سے بڑھ کر ہے۔ کیا یہ بات مطہر قلب پر دلالت نہیں کرتی کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ ایک محبت کا دریا اس کے سینہ میں بہہ رہا تھا۔ اور عشق کی آگ اس کے اندر بھڑک رہی تھی۔ کیا خدا تعالیٰ کے ذکر پر یہ حالت اور پھر ایسے بہادر انسان کی جو کسی بشر سے خائف نہ تھا۔ اس بات پر دلالت نہیں کرتی۔ کہ خدا تعالیٰ کی محبت آپکے روئیں روئیں میں رچ گیا ہوا تھا۔ اور خدا تعالیٰ کا ذکر آپ کی غذا ہو گیا تھا۔ اور اس کا جلال اور اس کی عظمت آپکے سامنے ہر وقت موجود رہتی تھی۔ اور اپنے مولا کا ذکر سنتے ہی آپ بے چین ہو جاتے۔ کلام الٰہی آپ کی تسلی کا باعث تھا۔ اور یہی آپکے عشق کو تیز کرتا۔ اور آپ اپنے پیارے کو یاد کر کے بے اختیار ہو جاتے۔ آپ بڑی شان کے آدمی تھے۔ اور خدا تعالیٰ سے جو آپکو تعلق تھا وہ اور کسی انسان کو حاصل نہیں ہوا۔ لیکن پھر بھی جب آپ خدا تعالیٰ کی طاقت کو یاد کرتے۔ اور قیامت کا نظارہ آپ کی آنکھوں کے آگے آتا۔ تو باوجود ایک مضبوط دل رکھنے کے آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑتے۔

تادیب النساءؔ

عورتیں گھروں میں نمازیں پڑھا کریں

ام حمید نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ میں چاہتی ہوں کہ نماز آپ کے ساتھ ادا کیا کروں۔ فرمایا۔ ہاں میں جانتا ہوں۔ کہ تو میرے ساتھ نماز پڑھنے کی بہت آرزو رکھتی ہے۔ مگر تیری نماز گھر کی اندرونی کوٹھری میں اچھی ہے۔ باہر کے کمرے میں نماز پڑھنے سے اور پھر گھر میں نماز پڑھنا اپنے محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنے سے افضل ہے اور اپنے محلہ کی مسجد میں نماز پڑھ لینا۔ میری مسجد میں نماز پڑھنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ حالانکہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میری مسجد میں نماز دوسری مساجد میں ہزار نماز سے افضل ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہو سکتا ہے کہ عورتوں کے لئے گھر کے اندر نماز پڑھنے میں کیا کیا فوائد مضمر ہیں۔ چنانچہ اس ارشاد نبوی کی تعمیل میں اس بی بی نے اپنے گھر کی کوٹھڑی کے گوشہ میں ایک مسجد اندھیرے میں بنائی۔ اور وہاں نماز پڑھا کرتی۔ یہاں تک کہ وفات پا گئی۔

(۲) ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ کہ اپنی عورتوں کو مسجدوں میں آنے سے منع نہ کرو۔ اور ان کے گھر نماز کے لئے ان کے واسطے بہتر ہیں۔

(۳) ایک اور حدیث میں ہے۔ کہ اللہ کے نزدیک عورت کی وہ نماز پسند ہے۔ جو اس کے گھر کے اندھیرے والے گوشے میں ہے۔

(۴) ابو عمرو الشیبانی بیان کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے عبداللہ کو دیکھا۔ کہ وہ عورتوں کو جمعہ کے دن مسجد سے نکال رہے تھے۔ اور فرماتے

اخرجہ ابی ہو تکن نہو خیر لکن (رواہ الطبرانی فی الکبیر باسناد لا بأس بہ۔

اپنے اپنے گھروں کو چلی جاؤ۔ کہ وہ تمہارے لئے بہتر ہے۔

میاں بی بی ایک دوسرے کو نماز کے لئے جگا دیں۔

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اللہ رحم کرے اس شخص پر جو رات کو اٹھے اور نماز پڑھے۔ اور اپنی بی بی کو بھی جگائے اور اگر وہ سو رہے۔ تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مار کر جگاوے۔ اور رحم کرے اللہ اس عورت پر۔ جو رات کو اٹھ کر نماز پڑھے۔ اور اپنے خاوند کو جگائے۔ اور اگر نہ اٹھے تو منہ پر پانی کے چھینٹے مار کر جگائے۔

(۲) ایک دوسری حدیث میں ہے۔ کہ جو میاں بی بی رات کو تہجد پڑھتے ہیں۔ اور گھڑی دو گھڑی اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ ان کے گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے۔

(۳) ایک اور حدیث میں ہے۔ کہ ایسے میاں بی بی کا نام ذاکرین اللہ اور ذاکرات میں لکھا جاتا ہے۔

یہ پاک تعلیم جو ہمارے نبی کریم صلعم کی ہے۔ آجکل کسقدر بیبیاں اس پر عمل کرتی ہیں۔ میں چاہتا ہوں۔ ہماری جماعت میں سے بہت سی مستورات ہوں۔ جو یہ نیک نمونہ دکھائیں۔ اور ان کے اوقات کا بہت سا حصہ اللہ کے ذکر میں گذرے۔ اللہ کے ذکر سے میری یہ مراد نہیں۔ کہ تسبیح ہاتھ میں پکڑ کر مصلے پر بیٹھ جائیں۔ اور گھر کے کاروبار سے ہاتھ اٹھا لیں۔ بلکہ وہ جسقدر بھی کام کریں۔ اللہ کے لئے کریں۔ اور ان کے ہر قول و فعل میں اللہ کی اطاعت اللہ کی عظمت پائی جائے۔ جو وقت جاہل عورتیں۔ غیبت اور بیہودہ لڑائی جھگڑے میں صرف کرتی ہیں۔ وہ وقت ہماری جماعت کی خواتین اللہ کے ذکر میں صرف کریں اور اگر ممکن ہو۔ تو اپنی لیاقت و فہم کے مطابق اپنی صنف کی اصلاح میں کوشاں رہیں اصلاح کے لئے کچھ لکھی پڑھی ہونے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ ہر ایک بی بی اپنے حلقۂ اثر میں بطور واعظ کے کام کر سکتی ہے۔ اور سب سے زیادہ اس کے اپنے بال بچے ہیں۔ جن کی جسمی۔ اخلاقی۔ روحانی ہر قسم کی نگہداشت ان کے ذمے ہے۔ جو مائیں چاہتی ہیں۔ کہ ان کے بچے بڑے ہو کر ان کی خدمت کریں۔ یا اپنے نیک اعمال سے ان کی آنکھوں کا نور اور کلیجہ کی ٹھنڈک بنیں۔ وہ گود ہی میں اصلاح کا کام شروع کر دیں۔ کیونکہ پوتڑوں کے بگڑے جوانی میں پھر مشکل سنورتے ہیں۔ جس زمانے میں بچہ ہر قسم کا اثر قبول کر سکتا ہے۔ اس میں اس کی نگرانی سے غفلت آئندہ زندگی کو اپنے پر تلخ کر لینا ہے۔ پھر سب سے زیادہ ضروری بات تو یہ ہے کہ اپنے بچوں کے لئے بہت بہت دعائیں کی جائیں۔ لوگ طوالت عمر اور دولتمند ہونے کی تو بہت دعائیں کرتے ہیں۔ مگر بہت کم ہیں۔ جو جناب الٰہی میں یہ عرض کرتے ہوں۔ کہ الٰہی ہمارے بچے نیک ہوں متقی ہوں۔ کاش وہ سمجھیں کہ جو متقی ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر قسم کی راحت کے سامان خود بہم پہنچا دیگا۔ اس اکسیر سے دوسرے مدعیان اسلام غافل ہیں۔ مبارک ہیں۔ وہ میاں بی بی جو اپنی اولاد کے لئے دعاؤں میں لگے رہتے ہیں۔ اور حسب الحدیث نبوی راتوں کو اٹھ اٹھ کر تہجد پڑھتے اور ذاکرین اللہ میں شامل ہوتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لسان الحال

ہمیں ہر روز وہ الٹی چھری سے ذبح کرتے ہیں
کچھ ایسے سخت جاں ہیں ہم نہ جیتے ہیں نہ مرتے ہیں
یہ اب ہم مجرمان جرم بے جرمی کی حالت ہے۔
قصور اپنا بھی ہو ان کا ہمارا نام دھرتے ہیں۔
زبانیں کاٹ ڈالیں بلکہ گدی سے نکالی ہیں
سُنا ہے کوئی دن میں پر بھی قینچی سے کترتے ہیں۔
بڑے انعام دے دیکر سزا دینے کی ٹھانی ہے۔
جو باتوں سے نہ سدھریں وہ تو لاتوں سے سدھرتے ہیں
فلک پر ابن آدم ہو زمیں سیّد عالم
مسلمانی کا دعوے کافروں کی سیٹھ بھرتے ہیں۔
نہ کوئی سلطنت باقی نہ عز و تمکنت باقی
تعجب ہے کہ پھر اتنا اکڑتے ہیں برستے ہیں۔
مقدم دین کو دنیا پہ رکھوں گا یہ وعدہ تھا
مگر اس عہد سے اعمال میں اکثر مکرتے ہیں۔
اماماً مہدیاً جیسے کو فرمایا ہے مسند میں
تو پھر عیسیٰؑ کو مہدی سے جدا کیونکر وہ کرتے ہیں
یہی یاجوج ہیں اب اور کونسی قوم کیا ہو گی۔
ہواؤں میں جو اڑتے ہیں سمندر میں اترتے ہیں۔
کبھی سُستی نہ تم کرنا پیام صلح مت دینا
یہی سب انتم الاعلون کی تفسیر کرتے ہیں۔
دکھوں سے کیا چھڑا ئیگی زیادہ ہی پھنسائیگی
نہ ان کے کام آئے گی یہ جس دنیا پہ مرتے ہیں۔
خدا سے جنگ ہو مخلوق سے پھر صلح کیا معنی
ہم ایسے شخص کے انجام سے واللہ ڈرتے ہیں۔
مری تقدیر ایسی ہے کہ بن بن کر بگڑتی ہے
پریشاں ہوتا ہے اکملؔ وہ جوں جوں کچھ سنورتے ہیں

مولوی محمد ظہیر الدین کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے فرزند عطا فرمایا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے لکھا ہے کہ نصیر الدین نام رکھو۔ مبارک ہو۔ آمین یا رب العالمین۔

نوٹ:۔ اخبار الفضل ان کے نام جاری کر دیا گیا۔

رپورٹ انصاراللہ

اس ماہ میں انصاراللہ کی جو رپورٹیں موصول ہوئی ہیں۔ ان سے پایا جاتا ہے۔ کہ انصاراللہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے خوب کام کر رہے ہیں۔ اور تبلیغ سلسلہ حقہ احمدیہ بڑی احسن طور سے ہو رہی ہے۔ رفتار ترقی آہستہ آہستہ مسلسل باقاعدہ اور تسلی بخش ہے۔ اکثر برادران نے کئی جگہ وعظ اور لکچر دیئے۔ ان کا اثر اچھا ہوا۔ لوگوں کی غلط فہمیاں دور ہوئیں۔ چند ایک نے اس وقت بیعت کی۔ اکثر دوستوں نے درس قرآن شریف باقاعدہ جاری کیا ہوا ہے۔ اور ماہ زیر رپورٹ میں جاری رہا۔ جس سے احمدی اور غیر احمدی برابر بڑا فائدہ اٹھاتے ہیں۔ درس قرآن شریف واقعی بڑا بابرکت اور تبلیغ کا ایک نہایت ہی عمدہ اور موثر ذریعہ ہے۔ جو اس قابل نہیں کہ درس دے سکیں۔ وہ قرآن شریف بڑی محنت اور محبت سے پڑھتے رہتے ہیں۔ جوان پڑھ ہیں۔ وہ ناظرہ ہی پڑھ رہے ہیں۔ اور زبان اردو کی تحصیل میں مصروف ہیں۔ اگر سب کے سب احباب ایسا ہی اپنے فرائض منصبی کو پہچان کر کام کریں۔ تو بڑی جلدی کامیابی ہو سکتی ہے۔ افسوس ہے کہ بعض دوست کچھ سستی سے بھی کام لے رہے ہیں۔ ہمیں امید ہے۔ کہ وہ بھی آئندہ چوکس اور ہوشیار ہو کر خدمت دینیہ مفوضہ کی انجام دہی میں تن دہی اور جانفشانی کو کام فرما کر عنداللہ ماجور ہوں گے۔ رپورٹیں بھیجنے میں بھی کوتاہی نہ کریں گے۔

مفصلہ ذیل احباب اور ان کی کارروائی خاص قابل ذکر ہے۔ ابوالکمل مولانا مولوی امام الدین اوف گولیکے خوب کام کر رہے ہیں۔ ایک نیا آدمی سلسلہ میں داخل کرایا۔ مولوی الیاس الدین صاحب اور مولوی غوث محمد صاحبان بڑے بزرگ اور باہمت آدمی ہیں۔ بڑی محنت اور توجہ سے خدمت اسلام کرتے ہیں۔ مولوی الیاس الدین کے ذریعے ۲ اشخاص اور مولوی غوث محمد کی معرفت دو نئے آدمی سلسلے میں داخل ہوئے جزاھم اللہ احسن الجزا۔ مولانا مولوی غلام رسول اوف راجیکی کے نام نامی سے کون ہے جو آشنا نہیں۔ آپ ہمیشہ خدمت اسلام اور تبلیغ سلسلہ میں مشغول رہتے ہیں۔ اکثر جلسوں میں آپ اپنے مفید اور موثر کلام سے لوگوں کو بڑا فائدہ پہنچاتے رہتے ہیں۔ مولوی صاحب موصوف گذشتہ ایک دو ماہ بیمار رہے ہیں۔ اب کچھ افاقہ ہے مگر کمزوری ابھی باقی ہے۔ کہ خدمت اسلام میں مصروف ہو گئے ہیں۔ احباب دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ ایسے مفید وجود کو کامل شفا دے۔ اور خدمات دینیہ کی ان کو بیش از پیش توفیق عطا ہو۔ برادرم اللہ دتا ہلیپوری کا کام بھی قابل قدر ہے۔ (سکرٹری انصاراللہ قادیان)

"مصری چٹھی"

"شیخ عبدالرحمٰن صاحب" مولوی فاضل" انصاراللہ میں سے ہیں۔ آپ تبلیغ کے لئے ایک پُرجوش دل اور سرگرم دماغ رکھتے ہیں۔ آپ اپنی تعلیم کے علاوہ پیغام حق پہنچانے میں بھی مشغول رہتے ہیں۔ اور ایسے اجنبی ملک میں حضرت اقدس کو نبی اللہ کی حیثیت میں پیش کرنے سے نہیں جھجکتے۔ ہندوستان کے مبلغین کے لئے آپ کا وجود ایک اسوۂ حسنہ ہے۔ آپ لکھتے ہیں

ہفتہ سے ازہر کے درس شروع ہوئے ہیں۔ اور میں جا کر بعض درسوں کو سنتا ہوں۔ انتظام وہاں کا بہت ہی خراب ہے شور و غوغا اسقدر ہوتا ہے۔ کہ اگر استاد سے ذرا بھی فاصلے پر بیٹھیں۔ تو آواز کا سننا بھی مشکل ہے۔ طرز پڑھائی اسیطرح پرانے عہد کے علماء کی طرح ہے۔ ایک ایک لفظ پر بڑی لمبی لمبی تقریریں کرتے ہیں ان سے فائدہ یہ لیتا ہوں۔ کہ عربی تقریر سن لیتا ہوں۔ اور فائدہ ہو جاتا ہے۔ جامعہ مصریہ میں داخل ہونا بہت ضروری معلوم ہوتا ہے۔ فصیح عربی وہاں بولنی انشاء اللہ آجائیگی۔ کیونکہ وہاں کے استاد یہاں کے چیدہ چیدہ لائق آدمی ہیں۔ اور دوسرے وہاں داخل ہونے سے طلباء سے تعلقات ہو جائیں گے۔ اور ان کے ساتھ فصیح زبان بولنے کا موقع ملے گا۔ اس ہفتہ میں نے تبلیغ کا کام بھی کچھ کچھ شروع کر دیا ہے۔ ایک آدمی کو میں نے کھول کر تمام مسائل سمجھا دیئے۔ حتیٰ کہ نبوت کا مسئلہ بھی بہت کچھ مان گیا۔ مگر جب بیعت میں داخل ہونے کے لئے کہا گیا۔ تو کچھ اڑا اور ایک دو اعتراض کئے جواب تسلی بخش دئے گئے۔ ابھی خاموش ہے میں نے اُسے پوچھا۔ کہ بتاؤ۔ تمہیں بیعت کرنے میں کیا عذر ہے۔ لیکن اس وقت اس نے اس سوال کو ٹالنا چاہا جس سے میں نے بھی سمجھا کہ اسوقت نہ سہی۔ پھر کسی وقت سہی۔ آج یہاں کے ایک بڑے شیخ سے ملاقات کرنے کا وعدہ ہے۔ شام کو جاؤں گا۔ جن لوگوں کو ہم نے بعض اعتراضات عیسائیوں کی طرف سے جو مسیح کو زندہ مان کر نبی کریم پر پڑتے ہیں۔ سنائے تھے انہوں نے شیخ کو بلایا ہے۔ اور آج انشاء اللہ اس سے گفتگو ہو گی۔ خدا کرے۔ کہ نتیجہ نیک نکلے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اپنے پیارے مسیح کا نام روشن کرے۔ اسی کے فضل سے یہاں تبلیغ کی راہیں کھل سکتی ہیں۔ دعا کی بہت ضرورت ہے۔ اب وقت ڈاک کا تنگ ہے۔ اگلے خط میں انشاء اللہ مفصل حالات عرض کروں گا۔ شیخ عبدالرحمٰن نو مسلم)

ضروری اطلاع

لاہور کے بعض اشخاص نے مولوی محمد ظہیر الدین صاحب کے متعلق طرح طرح کی بدظنیاں پھیلائی ہوئی تھیں۔ کوئی کہتا تھا۔ کہ محمد ظہیر الدین صاحب رسول اللہ ہونے کا دعوے کرتے ہیں بعض کہتے تھے۔ کہ محمد ظہیر الدین صاحب حضرت خلیفۃ المسیح کے سخت مخالف ہیں۔ بعض کہتے تھے۔ کہ وہ عیسائی ہو گئے ہوئے ہیں۔ کوئی کچھ اور کوئی کچھ۔ جتنے منہ اتنی باتیں۔

مولوی محمد ظہیر الدین صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح سے عرض کی۔ کہ اگر آپ اجازت دیویں۔ تو ایسے لوگوں کی علی الاعلان تردید کر دی جاوے اور جو لوگ اس طرح سے بدظنیاں پھیلا کر عوام کو بدظن کرتے ہیں۔ ان کی کارروائیوں سے جماعت کو اطلاع دی جاوے۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح نے مولوی محمد ظہیر الدین صاحب کو لکھا۔ کہ "آپ کے متعلق مجھے ایسا کوئی خیال ہرگز نہیں۔ نہ میرے وہم میں ہے۔ ایسا اعلان کیا ضرور ہے۔"

خریداران "الفضل" ضرور مطالعہ فرماویں

آپکو (خریداران "الفضل") یاد ہوگا۔ کہ ان دنوں جب کہ لکھائی خراب تھی۔ اور کاتب کا انتظام نہ تھا۔ تو آپنے بڑے زور شور سے خطوط کے ذریعہ اس طرف توجہ دلائی۔ کہ خدا کے فضل و کرم سے ہمارا اخبار ("الفضل") دنیا بھر میں ہر طرح سے اور ہر پہلو سے افضل ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس کی لکھائی اچھی نہ ہو۔ چنانچہ آپکی خواہش کو پورا کرنے اور شکایت کو رفع کرنے کے واسطے مبلغ ۴۵ روپیہ ماہوار پر کاتب رکھا۔ پھر اب ہر طرف سے یہ صدائیں بلند ہیں۔ کہ جیسا ہمارا اخبار (الفضل) ہے اس پایہ کا اخبار اگر دنیا میں چراغ لیکر ڈھونڈیں تو نہیں ملیگا۔ اس میں دین اور دنیا دونوں موجود ہیں اس کے مضامین روحانی ترقی کے واسطے اکسیر ہیں۔ پھر اب جبکہ آپکی شکایت کو رفع کر دیا گیا۔ تو کیا آپکا فرض نہیں۔ کہ میری شکائیت کو رفع فرماویں۔ کیوں نہیں آپکا فرض ہے۔ کہ کم از کم ہر ایک خریدار پانچ پانچ خریدار مہیا کرے۔ قبل ازیں مکرم ناظرین کی خدمت میں کئی ایک بار کیا بلکہ ہر ایک پرچہ میں اشاعت کے بارے میں توجہ دلا رہا ہوں لیکن افسوس کہ سوائے چند مکرم دوستوں کے جنکا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کسی نے میری ستوا اپیل پر لبیک کہا۔ اور مجھے اپنا ممنون نہ بنایا میں زیادہ طول نہیں دیتا بلکہ اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ اور اسبات کا منتظر رہتا ہوں کہ اس ہفتہ میں میرے مکرم ناظرین مجھے کسقدر مشکور و ممنون ہونیکا موقع دینگے اور کتنے خریدار ہیں جو "الفضل" کے ساتھ محبت رکھتے ہیں۔ اور اپنی محبت

ضرورتِ امام
اور
تبلیغ احمدیت

شاید بعض دوست حیران ہوں۔ کہ ان دونوں عنوانوں میں کیا تعلق ہے۔ ضرورت امام کا تبلیغ احمدیت سے کیا تعلق ہے۔ مگر میں انشاء اللہ ایسے دوستوں کو بتا دونگا۔ کہ ان دونوں عنوانوں کا آپس میں بہت گہرا تعلق ہے۔ اور ضرورت امام ہمیں مجبور کرتی ہے۔ کہ تبلیغ احمدیت کی طرف متوجہ ہوں*

اسلام اور دوسرے مذاہب میں ایک بہت بڑا فرق یہ بھی ہے۔ کہ اسلام ہر زمانہ میں ایک امام کا قائل ہے۔ اور قرآن شریف سے ثابت ہے۔ کہ مسلمانوں میں ہر زمانہ میں امام آتے رہیں گے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون ہم ہی نے قرآن شریف کو نازل کیا ہے۔ اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔ اب حفاظت دو قسم کی ہوئی۔ ایک حفاظت لفظی اور ایک معنوی۔ کیونکہ لفظاً یا معناً کسی قسم کے تغیر سے بھی کسی کتاب کی ہستی قائم نہیں رہ سکتی۔ اگر ایک کتاب ہر دور زمانہ سے اپنی صورت بدل لے۔ اور اس میں بعد ازاں کسی قسم کی کمی یا زیادتی ہو جائے۔ تو وہ قابل اعتبار نہیں رہ سکتی۔ کیونکہ یہ فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ کہ اس میں جو کچھ لکھا ہوا ہے مصنف کا یہی منشا ہے یا کچھ اور کیونکہ ممکن ہے۔ کہ ایک عبارت جو اس میں سے ہم بطور سند کے لیں۔ وہ بعد ازاں زیادہ کی گئی ہو۔ اور دراصل مصنف کی نہ ہو۔ یا اس میں سے بعض حصص کو تبدیل کر کے مصنف کا مفہوم بدل دیا گیا ہو*

اسی طرح اگر ایک کتاب بالکل دستبرد انسانی سے پاک ہو۔ اور جسطرح وہ تصنیف کی گئی ہو۔ اسی طرح اب تک موجود چلی آتی ہو۔ لیکن جو تعلیم اس میں مذکور ہے۔ اس پر عمل کرنیوالا اور چلنے والا کوئی نہ ہو۔ تب بھی وہ کتاب قابل وقعت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ جس غرض کے لئے وہ تصنیف کی گئی تھی جب وہ غرض اس سے پوری ہی نہیں ہوئی۔ تو اس سے فائدہ ہی کیا۔ اور اس کے پڑھنے یا رکھنے کا کیا نتیجہ نکل سکتا ہے*

پس ان دونوں تغیرات سے بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے رسول کریم سے وعدہ کیا تھا۔ کہ ہم قرآن کریم کی حفاظت کریں گے۔ لفظی حفاظت کے لئے ہم دیکھتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ ہزاروں لاکھوں آدمیوں کو حفظ قرآن پر مقرر کرتا چلا آیا ہے۔ اور ان حفاظ میں علاوہ لاکھوں کروڑوں قرآن کریم کے تحریری نسخوں کے لاکھوں آدمی موجود رہے ہیں۔ کہ جنہوں نے بسم اللہ سے لیکر والناس تک قرآن شریف کا ایک ایک لفظ اپنے دماغ میں جمع کیا ہے۔ اور اگر قرآن کریم کے تمام نسخے ایک ایک کر کے نعوذ باللہ نابود بھی کر دیئے جائیں۔ تب بھی قرآن شریف نابود نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ہر گاؤں اور ہر شہر میں فوراً وہ نئے سرے سے لکھا جا سکتا ہے۔ اور پھر چین سے لیکر یورپ تک اگر تمام نسخے ملائے جائیں۔ تو سب کا مضمون ایک ہی نکلیگا۔ اور ایک لفظ کا بھی فرق نہ ہوگا۔ پھر ان حفاظ کے علاوہ جنکو سارا قرآن شریف یاد ہے۔ ہر ایک مسلمان کوئی نہ کوئی حصہ قرآن شریف کا یاد رکھتا ہے۔ کیونکہ نماز بغیر قرآن شریف کے کسی حصہ کی تلاوت کے نہیں ہوتی۔ اور بقول یورپ کے کم سے کم بیس کروڑ مسلمانوں میں اگر مختلف حصص قرآن کریم کے یاد رکھنے والوں کے حصے اگر جمع کئے جاویں۔ تو بھی ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں قرآن کے حافظ بن سکتے ہیں*

اس ظاہری حفاظت کے ساتھ ضرور تھا۔ کہ معنوی حفاظت ہوتی۔ کیونکہ جسطرح لفظی حفاظت کے بغیر کسی کتاب کا محفوظ رہنا ناممکن ہے۔ اسی طرح معنوی حفاظت کے بغیر بھی کسی کتاب کا محفوظ رہنا ناممکن ہے۔ اور چونکہ خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا۔ کہ وہ قرآن کریم کی حفاظت کریگا۔ اس لئے اس نے اس وعدہ کو پورا کرنے کے لئے رسول کریم سے وعدہ کیا تھا۔ کہ وہ ہر صدی کے سر پر امام مبعوث کریگا۔ جو مسلمانوں کی اصلاح کرتے رہیں گے۔ جیسا کہ میرے آقا و سردار صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ ان اللہ یبعث فی ھذہ الامتہ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لہا دینہا۔ اللہ تعالیٰ اس امت میں ہر صدی کے سر پر ایسے آدمی مبعوث کرتا رہیگا۔ جو اسلام کی تجدید کرتے رہینگے۔ یعنی اس پر عمل کرنے والوں کا گروہ پیدا کرتے رہیں گے۔ ورنہ تجدید سے یہ مطلب ہرگز نہیں۔ کہ وہ کچھ زائد باتیں بتاتے رہیں گے۔ اور ناسخ منسوخ کا قاعدہ چلتا رہیگا*

ان اماموں کی بہت بڑی ضرورت وہی ہے جو انبیاء کی ہے۔ یعنی تجدید دین کریں۔ اور تجدید دین قرآن شریف سے ثابت ہے۔ کہ اختلاف کے مٹانے سے ہوتی ہے۔ اور گو کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ اختلاف تو علماء کے ذریعہ سے بھی مٹ سکتا تھا۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ امام مبعوث کئے جائیں۔ مگر اس معترض کو یاد رکھنا چاہئیے۔ کہ اختلاف بغیر ایک مامور کے کبھی نہیں مٹ سکتا۔ کیونکہ علماء اجتہاد سے کام لیتے ہیں۔ اور ان کے اجتہادات چونکہ قطعی نہیں ہوتے۔ اور ان کے خلاف آواز اٹھانے سے لوگ نہیں ڈرتے۔ اور جانتے ہیں کہ یہ خطا و صواب سے پاک نہیں ہیں۔ اور ضروری نہیں۔ کہ ان کا اجتہاد درست ہی ہو۔ اس لئے ان کی اطاعت کما حقہ نہیں کرتے۔ دوسرے خود علماء میں اختلاف ہوتا ہے۔ اور ایک عالم کچھ کہتا ہے۔ تو دوسرا کچھ اور ہی کہتا ہے جسکی وجہ سے حق و باطل میں تمیز مشکل سے ہو سکتی ہے اور لوگ بجائے ایک ہونے کے پھٹتے جاتے ہیں۔ اور اختلاف بڑھتا جاتا ہے۔ اور دین میں رخنہ پڑتا جاتا ہے۔ لیکن جب مامور آتے ہیں۔ تو وہ یہ دعوے نہیں کرتے۔ کہ اجتہاد سے ہم نے ایسا سمجھا ہے۔ یا فلاں فلاں دلیل سے ہم فلاں امر میں یہ فیصلہ کرتے ہیں۔ بلکہ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم خدا کی طرف سے ہیں اور خدا تعالیٰ نے ہمیں اسبات کے لئے مامور کیا ہے کہ لوگوں کا اختلاف دور کریں۔ اور جو شخص ہماری اطاعت کرتا ہے۔ وہی خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کر سکتا ہے اور ہماری اطاعت کے بغیر اب صراط مستقیم نہیں مل سکتا۔ اس وجہ سے مامورین جو کام کر سکتے ہیں۔ وہ علماء نہیں کر سکتے۔ اور علاوہ ازیں خدا تعالیٰ کی تائید اور امداد جو ان کے ساتھ ہوتی ہے۔ وہ علماء کے ساتھ نہیں ہوتی۔ پس اسلام کو قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ امام آتے رہیں۔ اور امام ہی شیرازہ قومی کو باندھ سکتے ہیں۔ اور کسی کا یہ کام نہیں۔ کیونکہ دوسرے کسی کی اطاعت لوگوں پر فرض نہیں۔ اور انکی باتوں کا انکار ہو سکتا ہے۔ ہاں امام کے احکام رد نہیں کئے جا سکتے*

اب جبکہ میں یہ ثابت کر چکا ہوں۔ کہ قرآن شریف کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا۔ اور حفاظت کے لئے ماموریں کی بعثت کا وعدہ فرمایا تھا۔ جسکی یہ وجہ ہے۔ کہ سوائے ماموریں کے اور کوئی شخص اس کام کو نہیں کر سکتا۔ کیونکہ انہیں کی ذات پر لوگوں کا اجتماع ہو سکتا ہے۔ علماء اس کام کو نہیں کر سکتے ہیں۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ جو لوگ اس بات کے مدعی ہیں کہ حضرت مسیح موعود کے ذکر اور سلسلہ کی تبلیغ کے بغیر بھی اسلام کی ترقی ہو سکتی ہے۔ وہ سخت غلطی کرتے ہیں۔ کیونکہ جیسا کہ میں ثابت کر چکا ہوں۔ بغیر ماموریں کی اتباع کے ترقی اسلام ہو ہی نہیں سکتی۔ اور اسی لئے وہ مبعوث ہوتے ہیں۔ پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ ان کے ذکر کو علیحدہ رکھ کر اسلام کی ترقی ہو سکے۔ اگر اسلام کی ترقی ماموریں کے بغیر ہو سکتی۔ اور انکی اتباع کے بغیر مسلمانوں کی حالت سنور سکتی تو خدا تعالیٰ ماموریں کو مبعوث ہی کیوں کرتا مختلف علماء سے ہی یہ کام کیوں نہ لے لیا جاتا ماموریں کی بعثت کی یہی تو وجہ ہے۔ کہ ان کے بغیر اجتماع امت نہیں ہو سکتا۔ اور صرف انہیں کا وجود ہے جو اپنے جذبہ لاثانی سے سب فرقہائے پراگندہ کو جمع کر لیتا ہے پس یہ مت سمجھو کہ حضرت مسیح موعود کے ذکر کے بغیر اسلام ترقی کر سکتا ہے۔ جب خدا تعالیٰ نے اسلام کی ترقی کے لئے اسے مبعوث کیا ہے تو اسکے ذکر کے بغیر اب اسلام کا شیرازہ کیونکر بندھ سکتا ہے۔ اگر مسلمان ترقی کر سکتے ہیں تو صرف اسیطرح کہ وہ بعثت ماموریں کی حکمت کو سمجھکر مسیح موعود کے حلقہ اطاعت میں اپنے آپکو باندھ دیں۔ اور یہی طریق ہے کہ جس سے وہ ان اختلافات سے جو تیرہ سو سال میں پیدا ہو گئے ہیں بچ سکتے ہیں اور ایسی

بیت المال

ہو الذی خلق لکم مافی الارض جمیعاً - یہ زمین انسانوں کے لئے خراش بنائی گئی ہے - اور اس میں جو کچھ پیدا ہوتا ہے - وہ بھی انسان کے ہی لیے ہے - گویا زمین کو اللہ تعالےٰ نے بطور بیت المال کے بنایا ہے - اور اس بیت المال کا متصرف اور والی سلطان ہوتا ہے - جو کہ ظل اللہ کہلاتا ہے - اور جو اس امانت میں خیانت نہیں کرتا - اس کے دن لمبے کئے جاتے اور اس کی عمر دراز کی جاتی ہے - ان اللہ یامرکم ان تودوا الامانات الی اھلھا واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل - تحقیق اللہ حکم کرتا ہے کہ تم رعایا ایسے لوگوں کے سپرد کرو جو اس کے لائق ہوں - اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو - تو عدل و انصاف کو مد نظر رکھ کر کرو - شریعت اسلام نے سلطنت کے قوانین بسط اور تفصیل سے بیان فرما دیئے ہیں - اور بیت المال مقرر کر دیا ہے اور اس کے مصرف مقرر کر دیئے ہیں - جیسے فرمایا - انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیھا والمؤلفۃ قلوبھم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل اللہ وابن السبیل فریضۃ من اللہ واللہ علیم حکیم یہ زکوٰۃ محتاجوں اور مساکین کے لئے ہے اور ان کے لئے ہے - جو کہ اس پر کام کرتے ہیں - اور مؤلفۃ القلوب کے لئے اور غلاموں کے آزاد کرنے کے لئے - اور ان کے لئے جنہیں تاوان بھرنے پڑ گئے ہیں - اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں کے لئے ہے - قرآن کریم نے آٹھ مصارف بتائے تھے - مگر کیا ہمارے شاہان اس پر عامل تھے - الا ماشاء اللہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا - کہ زکوٰۃ اغنیاء سے لی جائے گی - اور فقراء پر تقسیم کی جاوے گی - اس کا جواب دینے کے لئے ہمیں موجودہ رہی سہی ریاستوں پر غور کرنا چاہئیے - کہ ان کا آیا کوئی بیت المال ہوتا ہے - اور آیا ان کے مصارف بعینہٖ اسی طور پر ہیں - جیسا کہ قرآن کریم نے بیان فرمائے ہیں - ان سے نیچے اترو تو ہر ایک مرد بادشاہ ہے کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ - ہر ایک بادشاہ ہے اور ہر ایک اپنی رعایا سے پوچھا جائیگا - کیا مسلمان فرداً فرداً اپنی زندگیوں میں اپنی اغراض مقدم کرتے ہیں یا نہیں - ایسا ہی شاہان جو رعایا سے مال کمایا جاتا تھا - اس کو اپنا ذاتی مال سمجھتے تھے - اور جس طرح چاہتے تھے - بیدریغ خرچ کر ڈالتے تھے - ذرا بھی خوف خدا نہیں کرتے تھے - اور عجیب بات ہے - کہ مال کے کمانے میں غرباء کا بہت ہی زیادہ حصہ ہوتا ہے - مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے - کہ امراء ان کی خبر گیری کم کرتے ہیں - اور اپنی اغراض پر ان کی ضروریات کو قربان کر دیتے ہیں - اور یہ ایک بڑا سبب ہے - جس کے باعث اسلامی سلطنتوں میں اختلال اور زوال آیا - آخر خدا تو خبیر اور بصیر ہے اس نے اپنی رعایا ایسوں کے سپرد کرنی ہے جو اس کی اچھی طرح خبر گیری کر سکیں - انگریزوں کا کیا ہی عمدہ قاعدہ ہے - کہ بیت المال میں بادشاہ تک کا کوئی تصرف اور تعلق نہیں رکھا - خزانہ کا منز کے ہاتھ میں ہے - اعلےٰ اس کا متصرف دار العوام ہے - ایک پیسہ بھی بادشاہ بغیر منظوری کے وہاں سے نکالنے کا مجاز نہیں مگر دیسی رؤساء ہزاروں روپیہ کنچنیوں اور رنڈیوں کو دیدیتے ہیں - غرضیکہ جب سے مسلمانوں نے بیت المال کی ذرا بھی پرواہ نہ کی - اللہ تعالےٰ نے ان سے بیت المال چھین لئے - اور ایسوں کے سپرد کر دیئے جہاں کہ بادشاہ بھی بغیر منظوری کے کچھ نہیں لے سکتا - اسلامیوں کے زوال کئی ایک اسباب ہیں - منجملہ ان کے ایک یہ ہے - کہ انہوں نے اس روپیہ کو جو انہیں رعایا سے وصول ہوتا تھا - اس کو ان کے رفاہ عام میں نہیں لگایا - اس روپیہ سے انہوں نے ان کی ضروریات کو پورا نہیں کیا - بلکہ اپنی اغراض اس سے پوری کیں - بجا تو یہ تھا - کہ جیسے ان سے مال لیتے تھے - اس کے عوض میں انہیں امن اور آسائش کے سامان مہیا کر دیتے - سوچنے کی بات ہے - کہ قوم مجموعہ ہوتی ہے افراد کا - کیا اب افراد اپنی آمدنی کو صرف اپنا حق قرار نہیں دیتے - اور کیا انہوں نے اپنی آمدنی میں ایسے فنڈ مقرر کئے ہوئے ہیں - جن سے غرباء پروری ہو سکے - ہم افراد کو چاہیئے - کہ اپنی آمدنی میں کچھ حصہ خدا کے لئے کاٹ کر الگ کر دیں - اور اس میں سے غرباء اور مساکین کی امداد کی جاوے - اور خدا کی راہ میں کچھ مال لگایا جاوے - خدا کے لئے اپنے اموال میں سے کچھ حصہ الگ کرنا ان پانچ کاموں میں سے ہے جن سے خدا تعالیٰ کی معیت ملتی ہے - وقال اللہ انی معکم لئن اقمتم الصلوٰۃ واٰتیتم الزکوٰۃ واٰمنتم برسلی وعزرتموھم واقرضتم اللہ قرضاً حسناً - اور اللہ نے فرمایا میں ضرور تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نماز کو درست اور ٹھیک رکھو - اور زکوٰۃ دیتے رہو - اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ - اور ان کی مدد کرتے رہو - اور اللہ کے لئے اپنے مال میں سے اچھی طرح سے کچھ حصہ الگ کرتے رہو +

نبی اور رسول

نبی اور رسول دونوں لفظ عربی کے ہیں - اور بہت دنیا میں اس قدر نبی اور رسول آچکے ہیں - کہ شرعی اصلاح کے لحاظ سے بھی یہ الفاظ اب مشکل الفہم نہیں ہونے چاہئیے تھے - مگر یہ عجائبات زمانہ میں سے ہے - کہ ان الفاظ پر بھی بحث ہوئی ہے - اور بعض لوگوں نے ان دونوں لفظوں میں بھی آخر کچھ فرق نکال ہی لیا ہے چونکہ سلسلہ احمدیہ کے متعلق گفتگو کے موقعہ پر یہ سوال بھی آجایا کرتا ہے - کہ ان دونوں لفظوں میں کیا فرق ہے - اس لئے میں ذیل میں مختصراً اس کے متعلق اپنی تحقیقات درج کرتا ہوں +

اگر ان دونوں لفظوں پر نظر غور ڈالی جائے - تو صاف معلوم ہوتا ہے - کہ اصل میں نبی اور رسول ایک ہی شخص کے دو نام ہیں - اور جو نبی ہے ضرور ہے کہ وہ رسول بھی ہو - اور جو رسول ہے - ضرور ہے کہ وہ نبی بھی ہو کیونکہ رسول کے معنی بھیجا ہوا اور نبی کے معنی خبر دینیوالا - اور اگر یہ مانا جائے - کہ بعض نبی رسول یا بعض رسول نبی نہیں ہوتے تو یہ بھی ماننا پڑیگا کہ بعض نبی ہوتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ نے انہیں نہیں بھیجا ہوتا - اور بعض کو خدا تعالیٰ بھیجتا ہے مگر وہ دنیا میں کوئی کام نہیں کرتے حالانکہ یہ ناممکن ہے - اور انبیاء و رسل کی غرض بعثت کے منافی ہے +

دراصل بات یہ ہے جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہو کر آتے ہیں - ان کے دو تعلق ہوتے ہیں - ایک خدا سے اور ایک بندوں سے چونکہ کہ انکا خدا سے ملتا ہے اس کا نام رسالت ہے - اور جو تعلق ان کا بندوں سے ہوتا ہے - اس کا نام نبوت ہے - کیونکہ ضرور ہے کہ جسے خدا نے بھیجا ہے وہ لوگوں کو کچھ بتائے بھی اور اسے تائید کے طور پر کچھ آیات ملیں - اور قبل از وقت خبریں بتائے - ورنہ اس کا دعویٰ بغیر دلیل کے ہوگا - اور جو لوگوں کی طرف مامور ہوگا - ضرور ہے کہ اسے خدا نے بھیجا ہو - کیونکہ اگر خدا نے اُسے مامور نہیں کیا اور وہ اپنے پاس سے کہتا ہے - جو کچھ کہتا ہے تو پھر وہ مامور من اللہ کہلانے کا مستحق نہیں - پس ضرور ہے کہ ہر ایک نبی رسول ہو - یا دوسرے الفاظ میں یہ کہ ضرور ہے - کہ ہر ایک نبی خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا ہو +

غرضیکہ انبیاء و رسل رسول تو اس لئے کہلاتے ہیں - کہ خدا تعالیٰ نے انہیں بھیجا ہوا ہوتا ہے - اور نبی اس لئے کہلاتے ہیں - کہ وہ لوگوں کو خدا کی طرف سے کچھ پیغام دیتے ہیں - اور یہ دونوں باتیں ان میں پائی جانی ضروری ہیں پس ضروری ہے کہ وہ دونوں صفات کے جامع ہوں +

ایک حدیث سے بھی اس خیال کی تائید ہوتی ہے - حدیث میں ہے - کہ رسول کریم نے ایک صحابی کو وہ دعا سکھائی جس کے آخر میں آتا ہے - اٰمنت بکتابک الذی انزلت ونبیک الذی ارسلت - اس پر ایک صحابی نے کہا - کہ ورسولک الذی تو آپ نے اسے پھر کہا - کہ ونبیک الذی ارسلت اس سے ہمیں یہ نکتہ حاصل ہوتا ہے - کہ نبی اور رسول ایک ہی شخص کو کہتے ہیں - کیونکہ گو ایک صحابی نے ارسلت کے لفظ کے مطابق کرنے کے لئے رسول کا لفظ بجائے نبی کے استعمال کرنا چاہا - کہ جب ارسلت ہے تو لفظ رسول چاہئیے - لیکن چونکہ یہ بے معنے لفظ ہے اس لئے اس خیال کو رد کرنیکے لئے رسول کریم نے اس پر زور دیا - کہ نبی بھی مرسل ہوتا ہے کیوں نبیک الذی ارسلت کے الفاظ میں تبدیل کی جائے + غرضیکہ اگر ذرا تامل سے کام لیا جائے - تو صاف معلوم ہوجاتا ہے کہ نبوت اور رسالت لازم ملزوم ہیں اور جو نبی ہو وہ رسول ضرور ہوگا - اور جو رسول ہو وہ نبی ضرور ہوگا - ان دونوں میں جو فرق کیا گیا ہے - یہ بعد کی اصطلاحیں ہیں - قرآن شریف وحدیث سے انکا کچھ ثبوت نہیں +

۱۰۔ اکتوبر کو

خطبہ جمعہ

حضرت امیر المومنین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہٖ یٰقَوْمِ اِنَّکُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَکُمْ بِاتِّخَاذِکُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰی بَارِئِکُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَکُمْ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ عِنْدَ بَارِئِکُمْ فَتَابَ عَلَیْکُمْ اِنَّہٗ ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ پڑھا۔

فرمایا:۔ ہر شریف الطبع آدمی دوسرے کو کسی مصیبت میں مبتلا پا کر عبرت پکڑتا ہے۔ شریف مزاج لڑکوں کو جب ہم نصیحت کرتے ہیں تو کسی اور کا حوالہ دیتے ہیں۔ کہ فلاں نے ایسا کام کیا تو یہ سزا پائی۔ اس سے یہ نتیجہ نکلا۔ کہ ہر ایک شریف انسان دوسرے سے عبرت پکڑتا ہے۔ ہم کس قدر دکھیاروں کو دیکھتے ہیں تو قرآن کریم کے مطابق مَآ اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ ہر ایک کو اپنے کئے ہوئے کی سزا ملتی ہے جو کچھ تم کو مصیبت آئی۔ تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے تم کو ملی ہیں نے کبھی کسی مومن کو نمبر ۱۰۔ کا بدمعاش نہیں دیکھا نہ ہی نیک اعمال والے کو آتشک کا شکار ہوتے دیکھا ہے اس طرح ہر قسم کی بیماریوں اور مصیبتوں کا یہی حال ہے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میرے ایک استاد صاحب سے ایک جراحی علاج کروایا کرتا تھا۔ اسکی ماہوار تنخواہ تیس ہزار روپے تھی۔ گویا ایک ہزار روپیہ یومیہ وہ پاتا تھا۔ ایک دن وہ استاد صاحب کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ حضور نے بیسن کی روٹی کھانیکے لئے فرمایا ہے وہ بڑی مشکل ہے اگر حکم ہو تو کچھ لقموں کے بعد ایک آدھ لقمہ مصری کی بھی کھا لیا کروں۔ میرے استاد صاحب نے بڑے زور سے فرمایا کہ نہیں ہرگز نہیں ہو سکتا۔ وہ آدمی بڑا مہمان نواز تھا۔ مگر اس وقت وہ روپیہ اس کے کام نہ آ سکا۔ اسی طرح دیکھتے ہیں کہ مسلول و مدقوق کی حالت جب ترقی کر جاتی ہے تو دوسرے آدمی پاس بیٹھنے کھانے پینے وغیرہ سے مضائقہ کرتے ہیں یہ جسمانی بیماری کا حال ہے اسی طرح روحانی بیماری کا حال ہے سننے والو ظاہر کو باطن سے تعلق ہوتا ہے اور باطن کو ظاہر سے رشتہ ہے غور کرو۔ (میں دیکھتا ہوں) ایک دوست کو دیکھ کر میرے دل کو سرور ملتا ہے .... اور دیکھتے ہی دل خوش ہو جاتا ہے اس کا دیکھنا جو ظاہری ہے اس نے باطن میں جا کر دخل پایا۔ اسی طرح ایک دشمن کو دیکھ کر میں خوش نہیں ہوتا۔ بلکہ اس وقت میرے دل کی حالت کچھ اور ہوتی ہے یہ اس باطن کی رنجیدگی سے ظاہر پر اثر ہوتا ہے۔ اور اس کے آثار میرے چہرہ پر اور میرے اعضاء پر بھی نمودار ہوتے ہیں پھر غصہ میں آ کر اسے کچھ نہ کچھ ناگوار لفظ بول دیتے ہیں اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ باطن کو ظاہر کیساتھ اور ظاہر کو باطن کیساتھ تعلق ضرور ہوتا ہے تو یہ معاملہ صاف ہے کہ انسان کا اندرونہ اور بیرونہ یعنی کچھ جا[illegible] باہم پیوست ہوتا ہے۔ میں نے ایک کنچنی سے پوچھا کہ کیا تو زنا کو حلال جانتی ہے؟ تو کہا ہاں۔ پھر میں نے پوچھا کہ کیا مسلمان ہے کہنے لگی الحمدللہ مسلمان ہوں۔ اگر پوچھا جاوے کہ اسلام کا کوئی احکام جانتی ہو تو کہہ دیگی کہ جی ہم جاہل ہیں ہمیں کیا علم دینی کے سے [illegible] ہیں ہندوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ بھی سچ بول لیتے ہیں ان کے شرفا میں بھی ایسے ہیں جو ڈاکہ چوری یا جھوٹ جنبرہ وغیرہ کا ارتکاب نہیں کرتے بلکہ اس کو برا سمجھتے ہیں ان میں خدا ترس بھی ہیں کہ لوگوں کے آرام کیلئے انہوں نے جنگلوں میں درخت کوئیں اور بڑی بڑی عمارتیں بنوائی ہیں۔ لوگوں کے آرام کے واسطے نہیں بلکہ جانوروں کے آرام کے واسطے بھی ہزاروں ہزار روپیہ خرچ کر دیتے ہیں برعکس اس کے جب کسی مسلمان سے سوال کرتے ہیں تو وہ اپنے اعمال کی شہادت سفید نہیں دے سکتے۔ جتنا کہ ایک ہندو دیتا ہے وہ لوگوں کے فائدہ کیلئے بڑی بڑی باتیں کرتے ہیں وہ قومی چندہ دینے میں جان کا بھی دریغ نہیں کرتے ہم تاریخ عرب یا عربستان اور افغانستان کے متعلق بڑے بڑے عجائبات پاتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلْحَجُّ اَشْھُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ہر سال میں چار مہینے ہیں اور یہ بڑے متبرک مہینے ہیں۔ ذیقعد۔ ذوالحج۔ محرم۔ اور رجب۔ ان مہینوں کی زمانہ جاہلیت میں اتنی عزت ہوتی تھی کہ اگر باپ کا قاتل بیٹے کا قاتل یا کسی عزیز کا قاتل بھی ان مہینوں میں ملجاتا تو اسے علی العموم قتل نہ کرتے لیکن اب لوگ مسلمان کہلاتے ہیں جو حاجیوں کو ایام حج میں لوٹ مار کے قتل کر دیتے ہیں مجھے میرے ایک دوست نے سنایا کہ میں ذرا آگے ہو کر پاخانہ کرنے گیا۔ ایک عرب نے جو دیکھا کہ یہ اکیلا ہے وہ جھٹ آیا اور ایک سوٹا مار کر مجھے بیہوش کر دیا۔ اس نے چھوٹتے ہی روپوں پر ہاتھ صاف کیا اور رفو چکر ہو گیا۔ یہ ہمارے عرب مسلمانوں کا حال ہے جو یہ اولیقہ حرم کی عزت کرتے ہیں۔ اب ہمارے ہندوستان کے مسلمانوں کا حال سنئے میں ایک دفعہ جیلخانہ کو دیکھنے گیا۔ ایک جیل کا افسر میرا بڑا دوست تھا۔ اس نے مجھے اپنے ساتھ لیکر تمام جیل کی سیر کرائی۔ میں نے دیکھا کہ وہاں کل ۳۵۷ قیدی تھے۔ جن میں سے ۳۲۲ مسلمان اور کل تیرہ ہندو۔ جو مقدمات دیوانی میں قید ہوئے تھے باقی سب کے سب مسلمان۔ یہ دیکھکر میرے دل پر بڑا صدمہ ہوا۔ اور مجھے بڑا قلق ہوا۔ یہ وہی بات ہے کہ ظاہر باطن پر اثر پڑتا ہے۔ مجھے اس سے محبت تو تھی ہی۔ میرا دوست جھٹ تاڑ گیا۔ اور میری تسلی کے لئے کہنے لگا حضور بات یہ ہے کہ یہاں مسلمانوں کی آبادی زیادہ ہے۔ اس لئے مسلمان قیدی زیادہ ہیں میں نے کہا آپنے خوب فقرہ سنایا۔ میری ان باتوں سے تسلی نہیں ہو سکتی۔ اگر ضلع کے مسلمانوں کی آبادی زیادہ ہے تو بھیرہ میں ایک سکول ہے جہاں ۱۰۰۰۔ لڑکے تعلیم پاتے ہیں میں نے مدرسہ کو دیکھا ہے جن میں سے صرف ۱۲۔ مسلمان لڑکے تعلیم پاتے ہیں۔ اگر آبادی کا لحاظ تھا تو وہاں بھی مسلمان زیادہ چاہیئے تھے مسلمان اپنے تنزل پر ہمیشہ قسم قسم کی باتیں بتلاتے ہیں۔ پردہ کا ہونا۔ سود کا رواج نہ ہونا انہی اسباب میں سے بتلائے جاتے ہیں میں کہتا ہوں کہ اگر پردہ تنزل کا باعث ہے تو کنچنیاں۔ چوہڑے۔ چمار یہ تو بیں کیوں ترقی نہ کر گئیں بلکہ عام زمیندار ہل چلانے والے ان میں بھی پردہ نہیں ہے یہ کیوں نہ ترقی کر گئے۔ اور اگر سود کا رواج نہ ہونا تنزل کا باعث تھا۔ تو ہندو سود خوار زیادہ تباہ ہو رہے ہیں یا نہیں جو لوگ بنکوں میں روپیہ جمع کرواتے ہیں یا روپیہ بڑھنے کے لئے رکھتے ہیں گر جب بنکوں کا دیوالہ نکل جاتا ہے تو پھر ان کا کیا حال ہوتا ہے۔ یمحق اللّٰہ الربٰوا یعنی اللہ سود کو مٹاتا ہے۔ خدا سود خواروں کو تباہ کرتا ہے سود کھانیوالے کبھی نہیں ترقی کر سکتے؟

بڑے تعجب کی بات ہے کہ لوگ شرارتیں کرتے ہیں لیکن سمجھتے نہیں موسیٰ نے اپنی قوم کو کہا یٰقَوْمِ اِنَّکُمْ ظَلَمْتُمْ بِاتِّخَاذِکُمُ الْعِجْلَ تم نے بچھڑے کو خدا بنا لیا اور اپنے اوپر ظلم کیا۔ حالانکہ خدا کے تم پر بڑے بڑے احسان ہیں فَتُوْبُوْٓا اِلٰی بَارِئِکُمْ اپنے پروردگار کی طرف توجہ کرو۔ اور اللہ تعالیٰ نے انسان پر بڑے بڑے فضل و احسان کئے ہیں اسکے قابو میں خدا نے ہر ایک چیز کر دی ہے۔ ہاتھی جیسا بڑا جانور انگوٹھے کے اشارہ پر چلتا ہے اونٹ کو ایک نکیل کے اشارہ سے چلا لیتا ہے۔ اسی طرح پر ہزاروں کام جانوروں سے نکالتا ہے طرطے سے توپ بندوق چلوا لیتا ہے بعض لوگ احسن تقویم کے یہ معنے کرتے ہیں کہ انسان کو خوبصورت بنایا۔ مگر بعض انسان تو سیاہ رنگ اور بدصورت بھی ہوتے ہیں بلکہ اس کے معنے یہ ہیں کہ ہر چیز کو اسکے قابو میں کر دیا۔ سرکس میں کسی نے تماشہ دیکھا ہو گا کہ کیسے کیسے کام جانوروں سے لیتے ہیں یہ سب اللہ کے احسان ہیں۔ ہر قوم میں غریب سے غریب اور امیر سے امیر لوگ موجود ہیں۔ لیکن امراء کو خیال تک نہیں آتا کہ ہم پر بڑا احسان ہوا ہے اس زمانہ کا بڑا بھگڑو روپیہ ہے۔ جسکے پاس یہ ہو اسکی بڑی عزت توقیر ہوتی ہے اگر یہی روپیہ والا انسان غریب ہو جاوے تو اسے پوچھتا بھی کوئی نہیں۔ روپیہ کے پیچھے خواہ نماز۔ روزہ۔ حج جاوے مگر کوئی پرواہ نہیں اس زمانہ میں نمازیوں کا نام قل آعوذی کھڑ کینے وغیرہ وغیرہ برے لفظوں سے بلاتے ہیں۔ امام بننا جو ایک زمانہ میں بادشاہ کا کام ہوتا تھا جو آجکل جلاہوں اور غریب قوم کے لوگوں کے سپرد کر دیا ہے اور خود اس سے سبکدوش ہو گئے ہیں پھر کہتے ہیں کہ ہم ان کے پیچھے نمازیں پڑھیں یہ تو انکی حالت ہے موسیٰ نے اپنی قوم کو فرمایا کہ تمہارے حق میں یہی بہتر ہے کہ تم توبہ کرو۔ اور اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بنو۔ ادخلوا الباب سجدا میں اللہ کے فرمانبردار بنکر داخل ہو۔ اور کہو حطۃ یعنی ہمارے گناہ معاف کر دے۔ پچھلی بدیوں سے استغفار کر لو۔ اور آئندہ بدیوں سے پرہیز کرو اپنے اندر تبدیلی پیدا کرو نغفر لکم خطیاکم پھر وہ بدیاں معاف ہو جاوینگی وسنزید المحسنین اور ان نیکیوں کو بڑھا کر [illegible] ہوں گے جو آدمی تکبر کرتا ہے۔ اور بغض اور کینہ میں پڑا رہتا ہے آخر پھر اس کو اللہ تعالیٰ کی لعنت پیدا ہو جاتا ہے۔ پھر ایسوں پر عذاب نازل ہوتا ہے [illegible] اللہ تعالیٰ انہیں محفوظ رکھے۔

آئینہ کمالات اسلام

یہ اُردو اور عربی کتاب حضرت اقدس علیہ السلام کی تصنیف ہے اس میں اسلام کے کمالات کا مشرح و مفصل ذکر ہے شہاب ثاقب کی پوری تشریح ہے اور مومن جہانتک ترقی کرسکتا ہے خصوصًا خاتم الرسل کے مقام کی تشریح اور بہت سی ان آیات کا ذکر ہے جو آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئیں +

قیمت فی جلد دو روپیہ (عہ)

ازالہ اوہام ہر دو حصّہ

اس ضخیم کتاب کے دو حصّے ہیں جس میں حضرت مسیح موعود نے مسیح ناصری کی وفات اور اپنے دعاوی کے ثبوت میں از روئے قرآن و حدیث و آثار سلف صالحین مفصل بحث فرمائی ہے اور مخالفین کے اعتراضوں کے پورے پورے جواب دیئے گئے ہیں یہ کتاب احمدی سلسلہ کے عقاید کے متعلق واقفیت حاصل کرنے اور تبلیغ کے لئے بہت مفید ہے۔ قیمت ہر دو حصہ (عہ) ایک روپیہ دس آنہ۔

اعجاز احمدی

اس کتاب میں حضرت کا وہ مشہور و معروف قصیدہ ہے جس کا معارضہ کرنے کیلئے دس ہزار روپیہ کا انعام مقرر ہے اور ابتدا میں آپ نے اپنی پیشگوئیوں کے متعلق تحریر فرمایا ہے +

قیمت صرف ۴ر چار آنہ۔

براہین احمدیہ حصّہ پنجم

جس کا دوسرا نام دعوت الحق بھی ہے۔ اس کتاب میں حضور مغفور علیہ السلام نے مخالفین کے اعتراضوں کے جواب دیئے ہیں اور زلزلہ کی پیش گوئی کی تشریح فرمائی ہے اور سورۃ مومنین کی ابتدائی آیات کی عجیب غریب تفسیر ہے جس میں حضور نے احمدی سلسلہ کا تصوف کھایا ہے۔ دو لمبے چوڑے قصیدے بھی ہیں جو معارف حقائق قرآنیوں سے

حلو ہیں۔

قیمت صرف ۱۲ر (بارہ آنے)

چشمۂ معرفت

یہ بے نظیر کتاب حضرت اقدس نے اپنی حیات طیبہ کے آخری دنوں میں لکھی ہے۔ اور یوں نے جو اصول کسی مزہب کی صداقت کے لئے مقرر کئے ہیں اپر ایک سیر کن بحث کی ہے اور آریہ مذہب کے عقاید کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیا ہے۔ اور آخیر میں سکھوں کے گوروؤں کے اصل مذہب کی طرف بھی توجہ دلائی ہے اور اس میں ایک طالب حق کیلئے کافی دلایل جمع کردیئے ہیں۔ قیمت دو روپیہ آٹھ آنہ (عیر)

حقیقۃ الوحی

اس کتاب میں جو بہت بڑے حجم کی ہے حضور نے سچے اور جھوٹے الہام میں مابہ الامتیاز بتایا ہے۔ اور اپنی کئی سو پیش گوئیاں شواہد کے ساتھ مشرح و مفصل ارقام فرمائی ہیں۔ حق کو پڑھ کر ایک مومن کا ایمان تازہ ہوتا ہے اور منکر عنید پر حجّت برہنہ قایم ہوتی ہے۔

قیمت صرف چار روپیہ (للعہ)

قادیان کے آریہ اور ہم

یہ ایک چھوٹی سی کتاب ہے۔ جو آیات بینات سے پر ہے اس میں اپنی بعض پیشگوئیوں کے متعلق فیصلہ کیا ہے اور اس میں ایک نہایت لطیف نظم بھی ہے۔

قیمت (۲۰ر) (اڑہائی آنہ)

ست بچن

اس کتاب میں حضور نے گورونانک صاحب کا مذہب اسلام ثابت کیا ہے اور اس کے لئے اُن کے اشعار سے اور چولہ سے اور اس قسم کے دیگر شواہد سے کافی ثبوت بہم پہنچایا ہے قیمت ۱۱ر (گیارہ آنہ)

مسیح ہندوستان میں

اگر آپ کو یہ معلوم کرنا ہے کہ مسیح بن مریم واقعہ صلیب سے بچکر اپنی کھوئی بھیڑوں کی تلاش میں کہانتک پہونچے تو اس کتاب کو پڑھیئے جو تاریخی ثبوتوں کے ساتھ مزین ہے۔ قیمت ۲ر

کشتی نوح

حضرت امام الزمان کی تعلیم کہ کن باتوں پر چلنے سے ایک احمدی سچا احمدی بن سکتا ہے۔ اور حضور کے دعویٰ کا ثبوت قابل دید و قابل اشاعت ہے احباب کو ہر روز پڑھنی چاہیئے۔

قیمت ۲۰ر

کلام محمود

حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا عارفانہ کلام ہے سبحان اللہ اپنے اندر کشش مقناطیس سے بڑھ چڑھ کر اثر رکھتا ہے۔ کیوں نہ ہو وہ اشعار جو ایک درد بھرے دل سے نکلیں انمیں جو رقت و سوز ہوتا ہے وہ ہرگز ہرگز بناوٹ میں نہیں اور پھر وہ اشعار جو اپنے مولا کی الفت و محبت میں لکھے جاویں ان کا اثر تو جادو سے بھی بڑھ کر ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں پھر حضرت مسیح موعود کے فراق میں اور قوم کی حالت زار کے متعلق جو اشعار لکھے ہیں وہ صرف پڑھنے سے ہی تعلق رکھتے ہیں ناظرین ایک نسخہ منگا کر ملاحظہ فرماویں کاغذ لکھائی چھپائی سب کچھ عمدہ ہے

قیمت ۴ر

مرہم عیسیٰ

ہر قسم کے زخموں چوٹوں پھوڑوں پھنسیوں بواسیر وغیرہ کیلئے نہایت مفید ہے یہ وہی مرہم ہے جو حواریوں نے حضرت مسیح کے زخموں کے لئے تیار کی تھی ہر گھر میں ایک ڈبیا رہنا ضروری ہے قیمت چھوٹی ڈبیہ ۱۲ر بڑی (عہ) مینجر الفضل سے طلب کرو۔

تمام درخواستیں بنام مینجر الفضل قادیان دارالامان ضلع گورداسپور